1638

الانسان

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

Marfat.com

قرآن مجید کی صحت و زینت

قرآن شریف کُتب سماوی میں اکمل واشرف وآخری صحیفہ ہے۔ جسے اہلِ اسلام سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں۔ لیکن تعجب وافسوس کا مقام ہے۔ کہ ہندوستان کے تاجرانِ کتب اس کلام پاک کی کتابت وطباعت میں مُجرمانہ سہل انگاری سے کام لیتے ہیں۔ اور زیادہ افسوس یہ ہے۔ کہ بعض مُسلمان ناشرین بھی اس عام رو میں بہ جاتے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ قرآن مجید کی اشاعت میں حسنِ سیرت کے دوش بدوش حسنِ صورت بھی پیدا کیا جاتا لیکن کتابت و طباعت کا ذوقِ سلیم بہت کم تاجروں کو حاصل ہوتا ہے۔ پھر تجارتی رقابتوں کے باعث وہ قرآن مجید کا ہدیہ اتنا کم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ دوسرا تاجر مقابلے میں ٹھہر نہ سکے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دلکش کتابت کی اُجرت ادا کرنی ناممکن ہوجاتی ہے۔ اور جو بُری بھلی کتابت کرائی بھی جاتی ہے اس کی تصیح پر خرچ نہیں کیا جاسکتا۔ پروف دقتِ نظر سے پڑھے نہیں جاتے۔ اور کاغذ اتنا گھٹیا لگایا جاتا ہے۔ جو ذیل سے ذیل کتاب کے لئے بھی موزوں نہ ہو۔ ایسی بے احتیاطی اور غفلت میں کوئی آیت قرآنی خدانخواستہ غلط چھپ جائے یا حذف ہوجائے یا غلط اعراب کی حامل ہو تو اس کی بھی پروا نہیں کی جاتی۔

ان قباحتوں کو دُور کرنے کی خاطر تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور نے قرآن مجید کی صحیح وخوشنما کتابت اور دیدہ زیب عکسی طباعت کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ ہر قسم کے قرآن مجید یعنی چھوٹے اور بڑے مترجم ومحشّا یک رنگ سے ہشت رنگ مطلّا وغیر مطلّا۔ رسمی سے بڑھیا کاغذ والے اور بہترین ومضبُوط ترین منقش ومذہب جلد بندی کے نمونے تیار کرائے گئے ہیں۔ جن میں عکسی بلاکوں کی بدولت صحتِ الفاظ واعراب کا پُورا پُورا اہتمام کیا گیا ہے۔ سادہ اور رنگین چھپائی اتنی نفیس ہے کہ جرمنی۔ انگلستان اور امریکہ کے لوگ بھی عش عش کرتے ہیں۔

قرآن مجید حمائل شریف سپاروں اور پنجسوروں وغیرہ کی خرید سے پہلے ہمارے نمونے کے صفحات مُفت منگوا کر ملاحظہ فرمالیں۔

خط وکتابت
کا پتہ :- تاج کمپنی لمیٹڈ ریلوے روڈ. لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے

سلسلہ اخلاقِ اسلام کا ساتواں حصہ

اَلْمَعْرُوْفُ بِہٖ

اَلْاِنْسَانُ

مؤلفہ

جناب مولوی بدرالدین صاحب بیکٹ جالندھری

ناشران

تاج کمپنی لمیٹڈ ریلوے روڈ لاہور

Marfat.com

دیباچہ

59543

سلسلہ اخلاقِ اسلام کا ساتواں حصہ المعروف بہ "الانسان" مؤلفہ جناب مولوی بدرالدین صاحب بدرؔ جالندھری کا میں نے بغور مطالعہ کیا ہے۔ جس میں فاضل مؤلف نے انسانی اخلاق اور روحانیت کے مختلف پہلوؤں پر حسن محققانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ وہ خاص انہی کا حصہ ہے جس کے پڑھنے سے انسان کی طبعی۔ اخلاقی اور روحانی حالتوں کی اصلاح ہو کر اس کی ایجاد کا حقیقی مقصد حاصل ہو سکتا ہے اور مراتب سلوک کا طے کرنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ عبارت سادہ۔ سلیس اور عام فہم ہونے کے علاوہ طرزِ بیان نہایت دلکش اور جاذب توجہ ہے۔ اسباق کے شروع میں مشکل الفاظ کی تشریح اور بعد میں دُہرانے کے لئے امتحانی سوالات درج کر دئے ہیں۔ میرے خیال میں کسی مسلمان شخص کو اس کے مطالعہ سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔

خاکسار

چوہدری عمرالدین بی اے بی ٹی

جالندھری

ذخیرہ

Marfat.com

1638

عرضِ مؤلّف

تمام دینی علوم میں علمِ اخلاق بھی ایک ضروری علم ہے جو بے تمیز وحشیوں کو انسان انسانوں کو با اخلاق انسان اور با اخلاق انسانوں کو باخدا انسان بنا دیتا ہے۔ جب تک اخلاق درست نہ ہوں انسان کی کوئی عبادت اور کوئی عمل بہترین نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ برخلاف اسکے اسلامیہ سکولوں۔ دوسرے مدرسوں اور بچوں [illegible] مسلمان بچوں کی تعلیمِ اخلاق کی ضروریات کو کماحقہٗ پورا کر سکے۔ علماءِ وقت۔ مدارس کے اساتذہ اور دیگر [illegible] حضرات کو عرصے سے اس ضرورت کا احساس تھا لہذا میں نے سلسلہ عقائد و ارکان کی تالیف کے بعد اسلامی [illegible]ت کی تکمیل کیلئے اس ضرورت کو پورا کرنے کا بھی مصمم ارادہ کرلیا۔ اور بچوں کی ذہنی استعداد کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے تمام انسانی اخلاق کو شریعتِ اسلام کی روشنی میں نہایت سہل۔ عام فہم اور مختصر اُردو زبان میں سلسلہ ہذا کے سات حصّوں میں خاص ترتیب سے مرتّب کیا ہے۔ اور نئی روشنی کے تعلیم یافتہ طلباء کے مذاق سے سوا پیدا کرنے کے لئے ہر بات کو ایسی منطقی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ پڑھتے ہی ہر ایک بات صفحۂ دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اس ناچیز تالیف کو قبول فرما کر اہلِ اسلام کو اس سے فائدہ پہنچائے۔ اور اس سراپا خطا و نسیان کے لئے مغفرت کا سہارا بنائے۔ آمین

طالبِ دعا

بدر الدین غفرلہٗ عربی ٹیچر

کنٹونمنٹ ہائی سکول جالندھر

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	انسان کی اصل	۵	۱۶	انسان کی طبعی حالتیں	۸۹
۲	انسان کی زندگی	۱۰	۱۷	انسان کی اخلاقی حالتیں	۹۴
۳	انسان کی پیدائش	۱۵	۱۸	انسان کی روحانی حالتیں	۹۹
۴	انسان کی حقیقت	۲۰	۱۹	انسان کی فطرت	۱۰۵
۵	انسان کی ترکیب	۲۵	۲۰	انسان کا مقصود	۱۱۰
۶	انسان کا درجہ	۳۰	۲۱	انسان کی کوشش	۱۱۵
۷	انسان کا رتبہ	۳۶	۲۲	انسان کا سفر	۱۲۲
۸	انسان کی رہنمائی	۴۱	۲۳	انسان کی پہلی منزل	۱۲۹
۹	انسان کی کامیابی	۴۷	۲۴	انسان کی دوسری منزل	۱۳۵
۱۰	انسان کا دین	۵۳	۲۵	انسان کی تیسری منزل	۱۴۱
۱۱	انسان کا علم	۵۸	۲۶	انسان کی چوتھی منزل	۱۴۶
۱۲	انسان کا تقویٰ	۶۳	۲۷	انسان کی پانچویں منزل	۱۵۱
۱۳	انسان کی تقدیر	۷۰	۲۸	انسان کی چھٹی منزل	۱۵۶
۱۴	انسان کی تین حالتیں	۷۸	۲۹	انسان کی منزلِ مقصود	۱۶۲
۱۵	انسان کی اصلاح	۷۴	۳۰	انسان کا انجام	۱۷۱

Marfat.com

سبق نمبر ۱

انسان کی اصل

تغیّر و تبدّل۔ تبدیلی ⁂ انقلاب۔ تبدیلی ⁂

کتمِ عدم۔ نیستی کا پردہ۔ مٹی ⁂ سنگِ بُنیاد۔ بنیادی پتھر۔ بُنیاد ⁂

کیفِ شباب۔ جوانی کا نشہ ⁂ چشمِ زدن۔ ذرا سی دیر میں ⁂

رعنائی۔ خوبصورتی ⁂ جوبن۔ حُسن۔ خوبصورتی ⁂

جذبات۔ دل کے خیالات ⁂ ہیجان۔ جوش ⁂

۱۔ دُنیا میں تغیّر و تبدل کا سلسلہ برابر جاری ہے جو کل تھا۔ وہ آج نہیں۔ جو آج ہے۔ وہ کل نہ ہوگا۔ ہر چیز کتمِ عدم سے وجود میں آتی ہے۔ پھر پردۂ نیستی میں غائب ہو جاتی ہے غرض نہ کسی شے کو بقا ہے۔ نہ کسی حالت کو قرار ہے۔ جو دن آتا ہے۔ نئے انقلاب کے ساتھ آتا ہے ⁂

Marfat.com

۲۔ انسان کی اصل کیا ہے ؟ اُس کی پیدائش کا سنگِ بُنیاد محض ایک قطرۂ ناپاک ہے۔ جو ماں کے پیٹ کی سر زمین میں پرورش پاتا ہے۔ پہلے وہ خون کا ایک منجمد لوتھڑا بنتا ہے۔ جو گوشت کے ایک بے حس و حرکت ٹکڑے کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اس میں روح پھونک کر اسے انسانی صورت بخشتا ہے۔ جو نو ماہ رِحم کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں رہ کر آخر ننگا ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے ۔

۳۔ اب درمیانی زندگی پر غور کرو۔ تو آج بچّہ ہے دُنیا و مافیہا سے بے خبر۔ آرام و راحت کا بادشاہ۔ مسرّت و انبساط کا پیکر۔ صرف کھانے پینے سے آشنا یا رونے ہنسنے کا دلدادہ لیکن یہ حالت ہمیشہ قائم نہیں رہتی۔ بلکہ چشم زدن میں کیفِ شباب پیدا ہو جاتا ہے اعضاء میں رعنائی اور صورت پر جوبن آجاتا ہے

Marfat.com

جذبات ہیں جوش و خیالات ہیں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ اس وقت انسان نشۂ جوانی میں مخمور، نتائج سے بے خوف اور مصائب سے لاپرواہ ہوتا ہے کہ دفعتاً فناہ کا ایک اور دور آ جاتا ہے۔ اور آن کی آن میں کایا پلٹ دیتا ہے۔ آواز کی دلکشی اور رفتار کی رعنائی خواب و خیال ہو جاتی ہے۔ چہرہ پر پژمردگی اور خیالات میں افسردگی آ جاتی ہے۔ آخر بوڑھا ہو کر جام فناہ پینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

۴۔ اب انتہائی سرگذشت سنئے! مر کر وہ بے جان ہو جاتا ہے۔ عزّت و دولت کی تمیز اُڑ جاتی ہے۔ اس وقت اگر کوئی گالیاں دے تو پرواہ نہیں۔ بُرا بھلا کہے تو گلہ نہیں۔ مٹی کے ڈھیر کے نیچے دبا دے۔ تو شکایت نہیں۔ آگ میں جلا دیا جائے۔ تو اُف نہیں۔ خلاصہ یہ کہ مرنے کے بعد بے کس و بے بس اور عاجز محض ہو جاتا ہے۔ عزیز و اقربا

جو اسے دیکھ کر نہال ہوتے تھے۔ اور اسے اپنے گھر کی زینت سمجھتے تھے۔ اب اسے گھر میں رکھنے سے متنفّر اور جلد از جلد باہر نکالنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں ؛

۵۔پس اے انسان! جب تیری ابتداء اور انتہا سراپا بے کسی اور عجز کی تصویر ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ تو خود اپنے بنانے والا نہیں بلکہ تیرا بنانے والا کوئی اور ہے۔ اور تیرا آنا اور جانا دونو تیرے اختیار سے باہر ہیں جب اختیار سے باہر ہیں۔ تو تیرا فرض ہے کہ اپنے بنانے والے سے شرم کرے۔ جب وہ کوئی حکم دے۔ تو اس کی تعمیل کرے تیری ہر نقل و حرکت ایسی ہو۔ جو اسے پسند ہو۔ غرضیکہ تیرا جینا اور مرنا سب اسی کے لئے ہو۔ اگر تو نے ان باتوں کو ملحوظ رکھا۔ تو تو با حیا۔ شریف۔ بھلا مانس اور نیک بخت جو چاہے۔ کہلوائے اور اگر

Marfat.com

تو نے اپنے بنانے والے کو ہی بھلا دیا۔ اور اس کا ہو کر اسی کے سامنے نافرمانی کرنے لگا تو اس وقت کافر۔ بے دین اور بدبخت جو کچھ بھی تجھے کہا جائے بے جا نہ ہو گا۔

سوالات

۱۔ دنیا میں تغیر و تبدل کا سلسلہ کیوں کر جاری رہتا ہے ؟

۲۔ انسان کی ابتدا اور انتہا کے متعلق تم کیا کچھ جانتے ہو ؟

۳۔ انسان کی دنیوی زندگی پر فناہ کے کون سے مختلف دور آتے ہیں ؟

۴۔ انسان کی زندگی کے ان مختلف دوروں سے تم کیا نتیجہ اخذ کر سکتے ہو ؟

۵۔ انسان کا نیک بخت اور بدبخت ہونا کس بات پر منحصر ہے ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۲

انسان کی زندگی

سٹیج ۔ منزل ۔ وہ چبوترہ جس پر ڈرامہ کے ایکٹر کام کیا کرتے ہیں	گراموفون ۔ گانے کی مشین ۔
بلوغت ۔ جوانی ۔ ۱۸ سال کی عمر ۔	تربیت ۔ پرورش ۔
کما حقہٗ ۔ جیسا کہ ہونا چاہیے ۔	جدوجہد ۔ کوشش ۔
تا دم زلیست ۔ زندگی تک ۔	منشاءِ ایزدی ۔ خدا کی مرضی ۔
ودیعت ۔ امانت ۔	استحکام ۔ بندوبست ۔ انتظام

۱ ۔ چونکہ انسان کی زندگی پر فناہ کے مختلف دَور آتے ہیں ۔ اس لئے ضروری ہے ۔ کہ وہ ہر نئے دَور کے لئے اپنے آپ کو پہلے سے تیار رکھے ۔ تاکہ تبدیلی کے ہر سٹیج پر جو اسے پیش آنے والی ہے ۔ اپنا پارٹ ماہر اداکار کی طرح کما حقہٗ ادا کر سکے ۔ جوانی

Marfat.com

کے بہترین بنانے کے لئے بچپن کی اصلاح ضروری ہے۔ اسی طرح بڑھاپے کی منزل کو کامیاب بنانے کے لئے جوانی کا بہترین مصرف لازمی ہے۔ اسی طرح اگر زندگی بعد الموت میں کچھ راحت مطلوب ہے۔ تو اس کا انتظام بھی یہیں سے مقصود ہے ؛

۲۔ جو انسان ہر تبدیلی کے لئے پہلے سے تیار نہ ہوگا۔ وہ ہمیشہ بد نصیب اور ناکام رہے گا۔ مگر ہر منزل پر انسان کے لئے ایک صحیح رہنما کی ضرورت ہے۔ جس کا انتظام اس کی پیدائش کے ساتھ ہی قدرت نے کر رکھا ہے۔ جو تا دمِ زیست قائم رہتا ہے۔ بچپن میں والدین کی مشفقانہ نگرانی۔ بلوغت سے قبل استاد و اتالیق کی تربیت اور جوانی و بڑھاپے میں روحانی بزرگوں و مقدس کتب کی رہنمائی اس کے لئے خضرِ راہ کا کام دیتی ہے غرضیکہ انسان کی رہنمائی کا نظام قدرت

Marfat.com

کی طرف سے برابر جاری ہے۔ اور جو شخص اپنے آپ کو اس نظام سے آزاد سمجھتا ہے وہ ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں گر کر زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے ؛

۳۔ سب سے پہلی منزل انسان کی بچپن ہے۔ جس کی مضبوطی اور استحکام پر ساری عمارت کی پختگی کا انحصار ہے۔ مگر جس اولاد کے حصول کے لئے انسان اس قدر جد و جہد کرتا ہے۔ کہ اس کے لئے ہر مصیبت کو عبور کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اگر اسے لاپرواہی و غفلت کی بھینٹ چڑھا کر سوسائٹی کے لئے ضرر رساں وجود بنا دیا جائے۔ اور تعلیم و تربیت سے محروم رکھ کر انسانیت کے جوہر سے بے بہرہ کر دیا جائے۔ تو یہ کتنا بڑا ظلم اور کس قدر اندھیر ہے ؛

۴۔ بچوں کا دماغ گراموفون کے ریکارڈ کی طرح ہوتا

Marfat.com

ہے۔ جو آوازیں اس میں بھر دی جاتی ہیں۔ وہی اپنے وقت پر اس سے نکلتی ہیں۔ اور جو حرکات سینما کی فلم کی مانند اس پر نقش کر دی جاتی ہیں۔ وہی ہمیشہ اس سے ظاہر ہوتی ہیں۔ دماغی قویٰ کا جس طرف شروع میں رجحان ہو جائے۔ وہ اسی طرف ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ چور۔ ڈاکو اور بدمعاش وغیرہ جس قدر دُنیا میں موجود ہیں۔ وہ ایک ہی دن میں یہ سب کچھ نہیں بن گئے۔ بلکہ ان کی یہ کیفیّت بچپن کے اطوار و عادات ہی کا نتیجہ ہوتی ہے ٭

۵۔ قدرت نے بچے کے اندر تمام صفاتِ حمیدہ ودیعت کر کے اسے والدین کے سپرد کر دیا ہے۔ اب ان امانتوں کو محفوظ رکھنا اور ان کی قدر کرنا والدین کا کام ہے۔ پس والدین کا فرض ہے۔ کہ بچّے کی نشو و نما کے ساتھ ہی اس کے تمام طبعی جذبات کو بھی

Marfat.com

اصلاح پر لانے کی کوشش کریں۔ اور اس میں انسانیت کے جوہر پیدا کر کے منشاءِ ایزدی کو پورا کریں۔ اور ملک و قوم کے لئے اسے مفید بنائیں۔ نہ یہ کہ جاہل۔ ضدی اور آوارہ بنا کر سوسائٹی کے لئے ناقابلِ برداشت بوجھ تیار کر دیں۔ اور دنیا و آخرت سے خسارہ پائیں۔

سوالات

۱۔ انسان کی کامیابی کا راز کیا ہے؟

۲۔ انسان کے لئے صحیح رہنما کی کیا ضرورت ہے؟

۳۔ قدرت نے انسان کی رہنمائی کا کیا انتظام کر رکھا ہے؟

۴۔ بچپن میں انسان کی اصلاح کیوں ضروری ہے؟

۵۔ بچپن میں اصلاح کیوں کر کی جا سکتی ہے؟

Marfat.com

سبق نمبر ۳

انسان کی پیدائش

فطرت۔ پیدائش۔ نیچر ۔

سرشت۔ پیدائش۔ فطرت ۔

حکمت۔ دانائی۔ عقلمندی ۔

واحدانیت۔ خدا تعالیٰ کو ایک جاننا ۔

احیاء ثانی۔ دوسری دفعہ زندہ کرنا ۔

راستباز۔ سچ بولنا ۔

ایجاد۔ نئی چیز بنانا ۔

حس۔ دماغ کی قوت جس سے کسی چیز کا ادراک کیا جاتا ہے ۔

قادر۔ قدرت والا۔ خدا کا صفاتی نام ہے ۔

استقلال۔ ارادے کی پختگی ۔

۱۔ جس طرح خدا تعالےٰ نے ہر ایک چیز کے پیدا کرنے میں کوئی نہ کوئی غرض رکھی ہے۔ اسی طرح انسان کی پیدائش اور اس کی ایجاد میں بھی ایک خاص حکمت ہے۔ مگر جس طرح انسان اپنے پیدا کرنے میں خود قادر نہیں۔ اسی طرح اپنی ایجاد کی غرض و غائت معلوم کرنے پر

Marfat.com

بھی خود بخود قادر نہیں۔ بلکہ اپنے پیدا کرنے والے ہی کا محتاج ہے۔ لہذا خداوند تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں انسان کی ایجاد کے اصلی مقصد کو "مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ" کے الفاظ میں واضح کر دیا ہے۔ کہ ہم نے انسان کو ایک ہی کام کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ یہ کہ عبد بن جائے۔ عبودیت کے معنے تذلل کے ہیں۔ اور تذلل کے معنے دوسرے کا نقش قبول کرنا ہے۔ پس جب تک انسان خدا کی صفات کو اپنے اندر جذب نہ کرے اس وقت تک اس کا نقش قبول نہیں کر سکتا۔

۳۔ جس طرح انسان خود تمام مخلوقات سے ممتاز ہے اسی طرح اس کی زندگی کا مقصد بھی سب سے اعلیٰ ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا کی پرستش خدا کی معرفت اور خدا کا وصال حاصل کرے۔ جس کا سب سے بڑا ذریعہ اسلام ہے۔ جس کے معنے فرمانبردار اور مطیع ہونے کے ہیں۔

Marfat.com

در اصل اسلام انسان کی فطرت میں ہی رکھا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے انسان کو اسلام پر پیدا کیا۔ اور اسلام کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اس کے مناسب حال اسے تمام قوتیں عطا کی گئی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان اپنی تمام قوتوں کو اس کی پرستش۔ اس کی محبت اور اس کی معرفت میں صرف کرے جس کے بغیر وہ سچی خوشحالی حاصل نہیں کر سکتا۔

۴۔ پس انسان کو اپنی زندگی کا حقیقی مقصد یعنی معرفتِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے لازم ہے کہ وہ سچے خدا پر ایمان لائے۔ اسے صحیح طور پر پہچانے۔ اس کے حسن و احسان پر اطلاع پائے۔ باری تعالےٰ کا حُسن اس کی عظمت۔ بزرگی۔ واحدانیت اور صفات ہیں اور احسان اس کی نعمتیں ہیں۔ جب اس کے حُسن کا تصوّر کرے گا۔ تو اس سے محبت پیدا ہو گی۔ جب اس کے احسان پر نظر

Marfat.com

ڈالے گا۔ تو اس کا شکر گذار ہو گا ۔ اور حسن و احسان ہی دو چیزیں ہیں ۔ جو انسان کی توجہ کو جذب کرنے والی ہیں ۔

۴۔ خدا کا پیارا بندہ وہ ہوتا ہے ۔ جو اپنی جان اپنے مال اور اپنی تمام قوتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے ۔ اور اس کے عوض اس کی مرضی خریدتا ہے ۔ اپنی کوشش میں استقلال ظاہر کرتا ہے ۔ مصیبت میں ثابت قدم رہتا ہے ۔ اپنے پیارے بندوں کے دل پر خدا تعالےٰ ایک نور اُتارتا ہے ۔ جس سے وہ قوت پاکر نہایت اطمینان سے مصیبت کا مقابلہ کرتے ہیں ۔

۵۔ خدا کی معرفت کا آخری وسیلہ راستبازوں کی صحبت اور ان کے کامل نمونے کا دیکھنا ہے ۔ کامل نمونہ شوق کو بڑھاتا اور ہمت کو اُکساتا ہے ۔ جو نمونے کا پیرو نہیں ۔ وہ سُست ہو جاتا ہے ۔ لہذا آپ بھی ذرا اپنے دِل کو

Marfat.com

ٹٹول کر دیکھیں۔ کہ آیا اس کے اندر یہ حس انسانی موجود ہے؟ اور اگر ہے تو اس مقصد کے حصول کے لئے آپ نے کونسا طریق اختیار کر رکھا ہے۔ اور اگر نہیں۔ تو کیا آپ کا یہ فرض نہیں۔کہ یہ احساس جو آپ کی سرشت میں داخل ہے۔ جب مُردہ ہو گیا۔ تو اس کے احیاءِ ثانی میں کوشش کریں۔

سوالات

۱۔ انسان کی پیدائش کا اصلی مقصد کیا ہے؟

۲۔ انسان حقیقی عبد کیوں کر بن سکتا ہے؟

۳۔ انسان اپنی پیدائش کا حقیقی مقصد کیوں کر حاصل کر سکتا ہے؟

۴۔ خدا تعالےٰ کے حسن و احسان کا تصوّر کرنے سے کیا فائدہ ہے؟

۵ راستبازوں کی صحبت اور کامل نمونے کی پیروی کیوں ضروری ہے؟

Marfat.com

سبق نمبر ۴

انسان کی حقیقت

حواسِ خمسہ ۔ دیکھنا ۔ سُننا ۔ سونگھنا چکھنا اور چھُونا وغیرہ ؛

قوتِ مدرکہ ۔ جس قوت کے ذریعے کسی چیز کا علم حاصل کیا جاتا ہے ؛

اربعہ عناصر ۔ آگ ۔ پانی ۔ مٹی اور ہوا وغیرہ اشیاء ؛

قلبِ سلیم ۔ تندرست اور صحیح دل ؛

زادِ راہ ۔ آخرت کے راستے کا خرچ ؛

اعمالِ صالحہ ۔ نیک کام ؛

اختلاط ۔ میل جول ؛

اشتراک ۔ شریک ہونا ۔ ساجھی ہونا

قواءِ سبعی ۔ درندانہ قوتیں ؛

قواءِ بہیمی ۔ وحشیانہ قوتیں ؛

۱ ۔ انسان کی زندگی کا اصلی مقصد معرفتِ الٰہی ہے اور اس کے لئے سب سے بڑی نعمت خدا کا دیدار ہے ۔ دُنیا انسان کی منزل اور آخرت اس کا اصلی ٹھکانہ ہے ۔ اور انسان کا کام اس جہان سے کوچ کر کے اگلے جہان میں پہنچنا ہے

Marfat.com

جن کے لئے صحتِ جسمانی اور قلبِ سلیم کی ضرورت ہے۔ انسانی مملکت میں قوتِ مدرکہ بطور حکمران کے ہے دل اس کا دارالسلطنت اور بدن اس کی سواری ہے علم اس کا رہبر اور اعمالِ صالحہ زادِ راہ ہیں قوتِ خیال اس کا قاصد اور حافظہ اس کا خزانچی ہے۔ زبان اس کی ترجمان اور اعضاء متحرک نامہ نگار ہیں۔ حواسِ خمسہ اس کے جاسوس اور نیک و بد سے آگاہ کرنے والے پہرہ دار ہیں۔ ظاہری اعضاء اس کے جسمانی اور فرشتے روحانی لشکر ہیں۔ پس جو شخص علم کی رہبری سے اعمالِ صالحہ کا زادِ راہ لے کر تندرست بدن کی سواری پہ سلوک کی منزل کو طے کرتا ہوا اگلے جہان میں پہنچ کر قربِ الٰہی حاصل کرے۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہے

۲۔ انسان کا جسم ہوا۔ آگ۔ پانی اور مٹی چار اربعہ عناصر سے مرکب ہے۔ اور ان اعضاء کے اختلاط کی وجہ سے اس میں چار اوصاف کا اشتراک پایا جاتا ہے۔ سبعی۔ بہیمی۔ رحمانی اور شیطانی۔ اور یہ

Marfat.com

چاروں قلب انسان میں موجود ہیں۔ جب اس پر قواء سبعی جوش میں آتے ہیں۔ تو غضب ناک ہو کر درندوں کے سے افعال اس سے ثمرزد ہوتے ہیں۔ اور عداوت و کینہ سے اپنوں کو بیگانہ اور بیگانوں کو اپنا گردانتا ہے۔ لوگوں سے فحش کلامی اور گالی گلوچ کرتا ہے۔ جب قواء بہیمی جوش میں آتے ہیں۔ تو بندۂ نفس بن کر بہائم یعنی حیوانات کے افعال و کردار کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور حرص۔ طمع و حسد وغیرہ اس سے سرزد ہوتے ہیں۔

۳۔ اگرچہ غضب اور شہوت کے مسلط ہونے سے انسان درندہ و حیوان بن جاتا ہے۔ مگر بوجہ تمیز نیکی و بدی انسان درندوں اور حیوانوں سے ممتاز بھی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی شیطانیت کا بھی اس میں دخل ہے۔ جس سے شریر انسان اپنی خیر کو شر کی صورتوں میں استعمال کر لیتا ہے اور اپنے مطالب و مقاصد کو مکر و حیلہ سے

59543

Marfat.com

حاصل کرتا ہے۔ گویا انسان کی شکل میں کُتا (غضب) سؤر (شہوت) حکیم (عقل) اور شیطان چار چیزیں جمع رہتی ہیں ٭

۴۔ سؤر بوجہ اپنی فطری خواہش کے انسان کو بدیوں کی طرف مائل کرتا ہے۔ اور درندہ کتا بوجہ غضب کے ایذا رسانی اور ظلم کی ترغیب دیتا ہے شیطان ان دونو کی حرص و غضب کو اُکساتا ہے اور ایک دوسرے کو بھڑکاتا ہے۔ انسانی عقل شیطان کے مکر و حیلہ کو قطع کرتی ہے۔ وہ کبھی سؤر کو کتے پر مسلّط کر دیتی ہے۔ تاکہ اس کی ایذا رسانی کو دُور کرے۔ اور کبھی کتے کو سؤر پر مسلّط کر دیتی ہے۔ تاکہ اس کی خواہشات کو پُورا کرے۔ اور اس کی سیاست کا مغلوب رہے اگر ایسا ہوتا رہے۔ تو انسانی سلطنت میں عدل و انصاف کا دَور دَورہ رہتا ہے۔ اور سب کے سب اعضاء راہِ درست پر اپنا اپنا کام کرتے ہیں ٭

Marfat.com

۵۔ لیکن اگر حکیمِ عقل ان کو مغلوب نہ کر سکے۔ تو یہ چیزیں اس کو دبا لیتی ہیں۔ اور اپنے اپنے قلعے بنا کر خود حکومت کرنے لگ جاتی ہیں۔ اور اس سے خدمت لیتی ہیں۔ پھر ایسا ہوتا ہے۔ کہ یہ سؤر کو راضی رکھنے اور کتے کی خوشنودی کے لئے بیسیوں حیلے اور مکر تلاش کرتا ہے۔ اور بندۂ نفس ہو کر ہمیشہ اپنے خادموں کا خادم اور غلاموں کا غلام بن جاتا ہے۔ اور دُنیا کے کاروبار میں اکثر لوگوں کا یہی حال ہے ؛

سوالات

۱۔ انسان کی زندگی کا حقیقی مقصد کیا ہے اور وہ کیوں کر حاصل ہو سکتا ہے؟

۲۔ انسان میں کونسے چار بڑے اوصاف کا اشتراک پایا جاتا ہے ؟

۳۔ انسان حیوانات سے کیوں کر ممتاز سمجھا جاتا ہے ؟

۴۔ انسانی سلطنت میں عدل و انصاف کیوں کر قائم کیا جا سکتا ہے ؟

۵۔ انسانی عقل کا صحیح استعمال کیا ہے ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۵

انسان کی ترکیب

متضاد۔ برخلاف۔ ضد * معدوم۔ گم کیا گیا *
شجاعت۔ بہادری * جذبات۔ دل کے خیالات *
خواص۔ جمع خاص کی * تکلّف۔ بناوٹ۔ جان بوجھ کر *
خود بینی۔ غرور کرنا * نظام۔ انتظام *
صانع حقیقی۔ خدا تعالےٰ * قدرت کاملہ۔ پوری قدرت *

۱۔ انسان دو چیزوں سے مرکّب ہے۔ جسم اور روح۔ جسم انسانی ہوا۔ آگ۔ پانی اور مٹی وغیرہ جن اربعہ عناصر سے مرکّب ہے۔ اگرچہ ظاہری نظر میں تو ان کے خواص ایک دوسرے سے متضاد معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ان کی کیمیائی ترکیب سے جو نیا وجود عمل میں آتا ہے۔ وہ اپنی اعتدال مزاجی کی وجہ سے جملہ مخلوق سے اشرف و

Marfat.com

ممتاز ہے۔ جو صانع حقیقی کی قدرتِ کاملہ کی بہترین دلیل ہے۔

۲۔ روح بھی جسم کے اندر سے ہی پیدا ہوتی ہے حاملہ عورتوں کے پیٹ میں روح کہیں باہر سے نہیں آتی۔ بلکہ وہ ایک نورُ ہے۔ جو نُطفے میں ہی پوشیدہ طور پر مخفی ہے۔ جیسے پتّھر میں آگ اور گندے زخموں میں کیڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ نورُ بھی جسم کے اندر خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ اور رحم میں پرورش پاتا ہے۔ اور جسم کے نشو و نما کے ساتھ چمکتا جاتا ہے۔ پیدا ہونے سے مُراد یہ ہے کہ پہلے مخفی اور پھر نمایاں ہو جاتا ہے۔

۳۔ جسم اور روح کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے جسم کی زندگی روح سے اور روح کی تکمیل جسم سے ہوتی ہے۔ جسمانی افعال کا روح پر اور روحانی جذبات کا جسم پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ اگر جسم اور لباس صاف ہوں۔ تو خیالات بھی پاک

Marfat.com

ہوں گے ۔ بر خلاف اس کے اگر خیالات
گندے ہوں۔ تو جسم کا صاف رہنا بھی محال ہے۔
بلکہ ان دونو کا ایک دوسرے سے متأثر ہونا
لازمی ہے ۔

۴۔ چنانچہ اگر ہم تکلّف سے رونا شروع کر دیں۔
تو جسم بھی غمگین ہو جاتا ہے ۔ اور اگر ہم
تکلّف سے ہنسنے لگ جائیں۔ تو کچھ عرصے کے
بعد دل میں بھی انبساط اور سرور پیدا ہو جاتا
ہے۔گردن کو اُٹھا کر اور چھاتی کو اُبھار کر
چلنے سے تکبّر اور خود بینی پیدا ہوتی ہے ۔
اسی طرح غذاؤں کا بھی روح پر بڑا اثر ہوتا
ہے ۔گوشت خور جانور گھاس کھانے والوں سے
زیادہ شجاع اور بہادر ہوتے ہیں ۔ اور جو گوشت
نہیں کھاتے ۔ ان کا دل اکثر کمزور ہوتا ہے شجاعت
کی قوّت ان سے معدوم ہو جاتی ہے ۔ بر خلاف
اس کے جو لوگ زیادہ گوشت کھاتے ہیں۔ وہ حلم
بُردباری اور انکساری کے اوصاف سے عاری

Marfat.com

ہو جاتے ہیں۔ مگر میانہ روی اختیار کرنے والے ہر دو صفات سے بہرہ ور رہتے ہیں *

۵۔ اسی طرح روح کا بھی جسم پر اثر ہوتا ہے۔ جس شخص کے دل کو کوئی رنج پہنچے۔ وہ چشم پُر آب ہو جاتا ہے۔ جس کو کوئی خوشی ہو۔ وہ خواہ مخواہ تبسّم کرنے لگ جاتا ہے اسی طرح چلنے پھرنے اور کھانے پینے کا بھی روح پر اثر پڑتا ہے۔ دماغ کے ایک مقام پر چوٹ لگنے سے سارا حافظہ بگڑ جاتا ہے۔ دوسرے مقام پر چوٹ لگنے سے ہوش و حواس رخصت ہو جاتے ہیں۔ وباء کی ایک زہریلی ہوا آناً فاناً میں جسم پر اثر کرکے روح کو بھی متأثر کر دیتی ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ روحانی سلسلہ جس سے اخلاق کا نظام وابستہ ہے۔ درہم برہم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان دیوانہ سا ہو کر چند منٹ میں گذر جاتا ہے *

Marfat.com

سوالات

۱۔ انسان کونسی دو چیزوں سے مرکب ہے؟

۲۔ روح کہاں سے پیدا ہوتی ہے؟

۳۔ جسم اور روح کا ایک دوسرے پر کیوں کر اثر ہوتا ہے؟

۴۔ مختلف غذاؤں کا روح پر کیا اثر ہوتا ہے؟

۵۔ دماغ کی حفاظت کیوں اشد ضروری ہے؟

Marfat.com

سبق نمبر ۶

انسان کا درجہ

ملکیہ ۔ فرشتوں کی طرح ٭ بہیمیہ ۔ چوپاؤں کی طرح ٭
عالمِ ملکوت ۔ عالمِ ارواح۔ ملائکہ ۔ فرشتے ٭
فرشتوں کا جہان ٭ تقاضا ۔ خواہش ۔
جد و جہد ۔ کوشش ٭ جھگڑا ٭
قعرِ مذلّت ۔ ذلّت کا گڑھا۔ رسوائی بامِ عروج ۔ بلندی کی چھت۔
فالج ۔ ایک مشہور بیماری جس میں بلندی ٭
آدھا جسم بے حِس ہو جاتا ہے ٭ جذبہ ۔ دل کا خیال ٭

۱۔ جس طرح انسان جسم اور روح دو چیزوں سے مرکّب ہے ۔ اس طرح روح کی بھی دو حالتیں ہیں ۔ روح حیوانی و روح انسانی ۔ وہ روح جو تمام حیوانات میں موجود ہے ۔ جس کے وجود میں آنے سے انسان زندہ اور اس کے نکل جانے

Marfat.com

سے مُردہ کہلاتا ہے۔ اور اس کے زیادہ ہونے سے انسان طاقتور اور کم ہونے سے کمزور کہلاتا ہے۔ اس روح کا نام روح حیوانی ہے۔ جس کی اصلاح کا تعلق علاجِ جسمانی سے ہے۔ برخلاف اس کے وہ روح جس کی وجہ سے انسان کو انسان کہا جاتا ہے۔ اور جس کے خواص موجود نہ ہونے سے باوجود شکل انسانی کے انسان کو حیوانات سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ اور گدھا و اُلّو وغیرہ مختلف ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس روح کا نام روح انسانی ہے۔ جس کی اصلاح کا تعلق علاجِ روحانی کے ساتھ ہے۔ حکماء شریعت نے روح حیوانی کا نام بہیمہ اور روح انسانی کا نام ملکیہ رکھا ہے ٭

۲۔ روحِ حیوانی تو انہی عناصر سے مرکّب ہے۔ جن سے جسم بنا ہُوا ہے۔ اور روحِ انسانی عالمِ بالا سے تعلق رکھتی ہے۔ روحِ حیوانی کا جو تعلق زمین اور جسم سے ہوتا ہے۔ روح انسانی کا

Marfat.com

وہی تعلّق عالمِ بالا اور خدا تعالےٰ سے ہے۔
اس لئے ہر دو ارواح کی خواہشات بھی الگ
ہیں۔ روح حیوانی چونکہ اس جہان سے تعلّق
رکھتی۔اس لئے اُسے اس جہان کی چیزوں سے محبّت
ہے۔ اور روح انسانی جو عالمِ بالا سے تعلّق
رکھتی ہے۔ اسے یہاں کی چیزوں سے کچھ
انس نہیں۔ بلکہ اسے اپنے ہی دیس کی چیزیں
بھاتی ہیں۔ اور جو خواہشات عالمِ ملکوت میں
ملائکہ کی ہیں وہی اس کی ہیں؞

۳۳۔ پس روح حیوانی تو خواہشاتِ ارضی یعنی عمدہ
کھانے۔ عمدہ پینے۔ اچھا پہننے اور اچھا دیکھنے
ہی سے خوش ہوتی ہے۔ مگر روح انسانی
خواہشاتِ سماوی یعنی بد اخلاقیوں سے بچنے۔
خدا تعالےٰ سے تعلّق جوڑنے اور اشیاء دنیوی
کو منشاء ایزدی کے مطابق استعمال کرنے سے
خوش ہوتی ہے۔ جسمانی تربیّت و آرام کی
خواہش تقاضاء حیوانیّت ہے۔ اور روحانی

Marfat.com

تربیت و آرام کی فکر تقاضائے انسانیت ہے
یا یوں کہو کہ انسان کی جس جد و جہد کا تعلق
اربعہ عناصر کی خواہشات سے ہے وہ حصہ
اعمال حیوانی ہے۔ اور جن اعمال کا تعلق
روح انسانی سے ہے وہ حصہ اعمالِ انسانی
سمجھے جائیں گے ؛

۴۔ پس جو شخص جسمانی امور میں تعلق بڑھانے والی
باتوں میں ترقی کر رہا ہو۔ وہ قعرِ ذلت میں
گر رہا ہے اور جو شخص خدا تعالیٰ سے تعلق
جوڑنے والے اموریں ترقی کر رہا ہو وہ
اپنے آپ کو بامِ عروج کی طرف لے جا رہا
ہے مگر حقیقی ترقی دراصل وہی شخص کر سکتا
ہے جو ہر دو ارواح کی خواہشات کا پورا
پورا خیال رکھے۔ جس طرح روح کو جسم پر فوقیت
حاصل ہے۔ اسی طرح روحانی ترقی کو جسمانی ترقی
پر فوقیت حاصل ہے۔ اور انسانی ترقی کا اصلی
معیار ہر دو امور میں مساوات کا

Marfat.com

پیدا کرتا ہے۔ اب ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ سکتا ہے کہ اس کی ترقی حیوانی ہے یا انسانی۔ دونو ہیں یا ایک بھی نہیں

۵۔ پس انسان کامل وہی ہے جو ہردو ارواح کی خواہشات کا ہر وقت مساوی خیال رکھے جو شخص روح حیوانی کی خواہشات کا تو خیال رکھے گا مگر رُوحِ انسانی کو مُردہ کر دے گا تو وہ شخص گویا فالج زدہ ہے جس کا نیم تن بے جان ہے اور وہ شخص باوجود شکلِ انسانی کے خصوصیاتِ انسانی سے محروم ہے۔ اس کے اعمال تعلق باللہ کے جذبے سے خالی ہوں گے۔ ایسا شخص ظالم ہے۔ جو خود اپنے نفس پر ظلم کر رہا ہے پس اگر تم کامل انسان بننا چاہتے ہو تو ہردو ارواح کی ضروریات کا پُورا پُورا خیال رکھو رُوحِ حیوانی کی ضروریات کو پُورا کرلینے کے بعد جزو دوم یعنی روح انسانی کی ضروریات بھی پوری کرو اور اس کی ضروریات خدا تعالیٰ سے

تعلق رکھنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا ہے اور بس۔

سوالات

۱۔ رُوح کی کون کون سی دو حالتیں ہیں؟
۲۔ رُوحِ حیوانی و رُوحِ انسانی میں تم کیا فرق سمجھتے ہو؟
۳۔ ہر دو ارواح کی خواہشات کیا ہیں اور وہ کیونکر پوری کی جا سکتی ہیں؟
۴۔ اعمالِ حیوانی اور اعمالِ انسانی میں تم کیونکر تمیز کرو گے؟
۵۔ کامل انسان کون ہوتا ہے؟

Marfat.com

سبق نمبر ۷

انسان کا مرتبہ

عزلت ۔ تنہائی علیحدگی	**عداوت** ۔ دشمنی
سیاستِ عظمیٰ ۔ قانونِ حکمت	**نظم ونسق** ۔ انتظام ۔ بندوبست
تہذیب الاخلاق ۔ اخلاق کی اصلاح	**اشرف المخلوقات** ۔ تمام مخلوق سے بزرگ انسان
خلیفۃ اللہ ۔ اللہ کا نائب	**تمدّن** ۔ مل جل کر رہنا ۔
سنجیدگی ۔ سوز و نیت ۔	**رذائل** ۔ جمع رذیل کی کمینہ ۔

۱۔ انسان کھانے پینے اور بقائے نسل میں تو حیوانات کے مشابہ ہے ۔ مگر حیوانات سے جو چیز انسان کو ممتاز کرتی ہے ۔ وہ تمدّن ہے ۔ انسان کے علاوہ باقی حیوانات تو اپنی مختصر ضروریاتِ زندگی کو فرداً فرداً رہ کر پورا کر سکتے ہیں ۔ لیکن انسان کی ضروریات غذا ۔ لباس اور مسکن وغیرہ اس قدر بڑھی ہوئی ہیں کہ اُن کو بغیر دوسرے کی مدد کے

Marfat.com

وہ خود بخود پورا نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہر حالت میں وہ اپنے ابنائے نوع کی مدد کا محتاج ہے۔

۲۔ جس طرح انسانی اعضاء ایک دوسرے کی مدد کے محتاج ہیں۔ اسی طرح افراد انسانی بھی بدون ایک دوسرے کی مدد کے کمال حاصل نہیں کر سکتے اس لئے ابنائے نوع سے مل کر رہنا ضروری ہے۔ جو لوگ عزلت اور گوشہ نشینی اختیار کر کے زاہد کہلاتے ہیں وہ دراصل خود غرض ہیں کہ غیروں سے تو فائدہ لیتے ہیں مگر خود فائدہ نہیں دیتے۔ چونکہ علیحدگی کی وجہ سے ان کے رذائل کم ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے اکثر لوگ انھیں کامل سمجھتے ہیں۔ مگر دراصل وہ کامل نہیں ہوتے ؛

۳۔ چونکہ حسد۔ کینہ۔ بُغض اور عداوت وغیرہ کا مادّہ جس قدر انسان میں پایا جاتا ہے۔ باقی حیوانات میں نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر انھیں بطور خود آزاد چھوڑ دیا جائے تو باہمی فساد کا

Marfat.com

اندیشہ ہے۔ اس لئے ایسی تدبیر ضروری ہے جس سے سب راضی ہوں۔ لہٰذا انسان اس امر کا بھی محتاج ہے۔ کہ جہاں چار گھر انسانوں کے آباد ہوں وہاں ان بداخلاقیوں کی روک تھام کے لئے ان کے اندر کوئی نہ کوئی نظم و نسق بھی قائم ہو۔ اور اس تدبیر کا نام سیاست عظمےٰ ہے جس کا ابتدائی زینہ پنچائت اور انتہائی زینہ مملکت ہے۔

۴۔ اگر چہ عام لوگ انہی ضروریات کو عمدگی و سنجیدگی سے پورا کرنا اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ مگر در اصل یہ تمدّن بھی انسان کا حقیقی کمال نہیں بلکہ یہ تمدّن تو محض ضروریاتِ حیوانی کی اصلاح کا ہی دوسرا نام ہے۔ اور اسلام نے تمدّن کا جو مفہوم پیش کیا ہے وہ اس سے بلند ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان حیوانی و انسانی ہر دو ارواح کی ضروریات کو یکساں طور پر مہیا کر کے صحتِ جسمانی و قلبِ سلیم

Marfat.com

کے ذریعے خلق اور خدا ہر دو طرف اپنا بہترین
تعلق قائم رکھ سکے۔ اور جو شخص بھی تمدّن
کے اس مرتبے تک پہنچ جائے گا وہی
شخص اشرف المخلوقات اور خلیفۃ اللہ کہلانے
کا مستحق ہوگا۔

۵۔ وجہ یہ کہ فرشتوں کو خدا تعالیٰ نے بدوں شہوت و
غضب کے عقل عطا فرمائی ہے اور حیوانوں کو
صرف شہوت و غضب دیا ہے لیکن عقل نہیں
دی اور انسان کو تینوں چیزیں عنایت فرمائی
ہیں پس جس شخص نے شہوت و غضب کو
عقل کے مطیع کر کے صحیح معنوں میں تمدّن
حاصل کر لیا۔ وہ تو فرشتوں سے بڑھ گیا۔
اور جس نے شہوت و غضب کو عقل سے مغلوب
کر کے حیوانات کے افعال کا ارتکاب کیا۔ وہ
باوجود شکلِ انسانی کے انسانی جوہر سے
محروم رہ کر حیوانات سے بھی گر گیا۔ ذرا
آپ بھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں

Marfat.com

کہ آپ کی ضمیر آپ کو مخلوقات کے کس زمرۂ میں شمولیت کی شہادت دیتی ہے، پس شہوت و غضب کو عقل کے مطیع کرنے کا طریق علم تہذیب الاخلاق ہے جو اسی سلسلے کی مختلف کتابوں میں آپ کی نظر سے گذرے گا۔

سوالات

۱۔ انسان اور حیوان میں کیا فرق ہے اور انسان کس بات میں حیوانات سے ممتاز ہے؟

۲۔ کن کن امور میں انسان دوسرے کی مدد کا محتاج ہے؟

۳۔ انسانی تمدن کے متعلق تم کیا کچھ جانتے ہو؟

۴۔ اسلام نے تمدن کا کیا معیار پیش کیا ہے؟

۵۔ کونسا انسان اشرف المخلوقات اور خلیفۃ اللہ کہلانے کا مستحق ہے؟

Marfat.com

سبق نمبر ۶

انسان کی رہنمائی

تہذیب - آراستہ کرنا۔ سنوارنا۔
شائستگی - تہذیب۔ آراستگی۔
اختراع - نئی چیز ایجاد کرنا۔
پروفیسر - ماہر فن۔
وحی - خدا کا پیغام جو ملائکہ کی معرفت اس کے پیغمبروں کو آتا ہے۔
الہام - خدا کی طرف سے دل میں کوئی بات آنی۔
فلسفہ - موجودات کا علم حکمت۔
مصدّقہ - تصدیق کی ہوئی۔
احسن التقویم - بہت اچھی صورت۔
اسفل السّافلین - بہت بری صورت۔

۱- جس طرح انسان اپنی ضروریاتِ زندگی کے مہیّا کرنے کے لئے دوسروں کا محتاج ہے۔ اسی طرح اپنی ضروریات کو پورا کرنے کا طریق بھی وہ خود بخود نہیں سوچ سکتا۔ بلکہ اس کے لئے بھی کسی ماہر رہنما کی ضرورت ہے۔ جس طرح جسمانی صحت کے قیام کے لئے انسان ڈاکٹروں اور اطبّاء کی رائے

Marfat.com

پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ اور ان کی رائے سے آزادی حاصل کرنا اپنی ہلاکت سمجھتا ہے۔ اسی طرح روحانی صحت کے قیام کے لئے بھی انسان روحانی اطبّاء کی رائے پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہے۔ اور ان کی رائے کے خلاف کرنا اپنے آپ کو تباہی میں ڈالنا ہے۔

۲۔ جس طرح دنیا کی ہر ایک گورنمنٹ اپنی رعایا کے چیدہ دماغوں کو جمع کر کے اپنی رعایا کے حفظِ امن کا قانون بناتی ہے۔ اور اس قانون کا رعایا کو صحیح مطلب سمجھانے کے لئے بڑے بڑے ماہر پروفیسر تیار کرتی ہے تاکہ حکومت کی بُنیاد مستحکم رہے۔ اسی طرح قانون الٰہی کا مطلب سمجھنے کے لئے بھی کسی کامل استاد کی ضرورت ہے۔ انسانی تہذیب و شائستگی اور کمال کے لئے جن ہدایات کی ضرورت ہے ہر ایک انسان ان چیزوں کو اپنے دماغی اختراع سے یا طبعی الہام سے معلوم نہیں کر سکتا۔ بلکہ

Marfat.com

بعض انسان اپنے دماغی علوم یا صفائی باطن سے ان ضروریات کے حل کی تدابیر سوچتے ہیں اور دوسرے بھائی ان تراکیب کو اپنی حاجات کا بہترین حل سمجھ کر اخذ کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو فلسفیانہ اصطلاح میں حکمار کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے ؛

۳۔ اگر ایسے لوگوں کے ساتھ امداد الٰہی بھی شامل ہو جائے۔ جو ان کی ہر بات کی اصلاح کا ذمّہ لے لے۔ اور جہاں ان کے اپنے دماغ کی رسائی نہ ہو سکے۔ وہاں بذریعہ وحی یا الہام رہنمائی کر دے۔ تو ایسے شخص کو اصطلاح شرع میں نبی کہا جاتا ہے۔ حکیم کی رائے فقط اس کا دماغی اختراع اور نبی کی رائے خدا تعالےٰ کی طرف سے مصدّقہ ہوتی ہے۔ لہٰذا نبی کی تعلیم بہ نسبت حکیم کی تعلیم کے اعلیٰ اور افضل ہوتی ہے۔ حکیم کی رائے محض علمی ہوتی ہے اور نبی اس کا عملی نمونہ خود پیش کرتا ہے ؛

Marfat.com

نتائج حسنہ کے لحاظ سے حکیم اگر بہتر راستہ پیش کرتا ہے تو نبی اس سے بہترین راستہ تجویز کرتا ہے۔ یہ دونوں دراصل ایک ہی فن کے اُستاد ہیں۔ مگر ایک ناقص اور دوسرا کامل ہے۔ ایک اُجرت پر اور دُوسرا بلا اُجرت کام کرتا ہے؛

۴- حکیم کی نظر محدود ہوتی ہے۔ ایسے حالات جو بعد از موت پیش آنے والے ہوں۔ ان کے متعلق وہ صحیح رائے پیش نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس کی تعلیم کو اگر ہم دنیوی تعلیم کے نام سے موسوم کریں تو بے جا نہ ہوگا۔ اور نبی چونکہ مویّد بہ تائید الٰہی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی وساطت سے وہ تمام حالات جو آئندہ انسان کو پیش آنے والے ہیں۔ وہ بھی معلوم ہو سکتے ہیں۔ خواہ وہ واقعات صفحۂ دنیا پر پیش آنے والے ہوں یا بعد از موت سامنے آنے والے ہوں۔ لہٰذا اس کی تعلیم کو اگر تعلیم الٰہی یا تعلیمِ دینی کہیں۔

Marfat.com

تو نہایت موزوں ہوگا ۔

۵ ۔ خدا تعالیٰ کے نبیوں کی روحانی قوت اسی قدر اعلیٰ اور تیز ہوتی ہے کہ اصلاح بنی آدم کے لئے جو بات بھی اللہ تعالےٰ دنیا میں پہنچانا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے ٹیلیفون ملائکہ کے ذریعے ان کے قلبِ اطہر پر پہنچائی جاتی ہے ۔ اور وہ اسے خود سمجھ کر بنی نوع انسان کو سمجھا دیتے ہیں پس جو شخص بھی ان کی رائے کے خلاف کرنا آزادی کی دلیل سمجھتا ہے ۔ وہ اپنے لئے روحانی موت کی تیاری کر رہا ہے ۔ وہ جلد از جلد غرور، تکبّر خود پسندی اور جاہ طلبی وغیرہ امراضِ مہلکہ میں گرفتار ہوکر اپنی روح کو فنا کر دے گا ۔ اور احسن التقویم سے اسفل السّافلین میں جاگرے گا پس انسان کامل وہی ہے جو جسمانی و رُوحانی ہر دو حکیموں کے احکام کی متابعت کرکے حیاتِ ابدی و کمالِ انسانی حاصل کرے ۔

Marfat.com

سوالات

۱۔ جسمانی و روحانی صحت کے قیام کے لئے انسان کو کس کس رہنما کی ضرورت ہے۔ اور کیوں؟

۲۔ حکیم اور نبی سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟

۳۔ حکیم اور نبی کی تعلیم میں کیا فرق ہے؟

۴۔ دنیوی اور دینی تعلیم میں تم کیوں کر تمیز کر سکتے ہو؟

۵۔ کامل انسان کسے کہتے ہیں؟

Marfat.com

سبق نمبر ۹

انسان کی کامیابی

شعائر الٰہی۔ اللہ کی عبادات ۔ دستور العمل۔ کارنامہ۔ قانون

اخلاقِ رذیلہ۔ بُری عادتیں۔ اخلاقِ حمیدہ۔ اچھی عادتیں

ملجا و ماویٰ۔ ٹھکانہ۔ جائے پناہ۔ قعرِ مذلت۔ ذلت کا گڑھا۔ رسوائی

سیاست۔ حکومت۔ قانونِ حکمرانی۔ اقتصادیات۔ مالی حالتیں

اعلون۔ بڑی شان والا۔ علمبردار۔ جھنڈا اٹھانے والا۔ سپہ سالار

۱۔ دنیا کا آخری اور عالمگیر مذہب اسلام ہے زمانے کا آخری اور کامل اُستاد سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور انسان کا موجودہ و آئندہ دستور العمل خدا کی آخری کتاب قرآن ہے جس نے آتے ہی دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا تھا۔ کہ اس کے حاملین تعلق باللہ و تعلق بالناس ہر دو جذبات کا کامل مظہر بن گئے

Marfat.com

ماسوائے اللہ سے منہ موڑ کر خدائے واحد کے غلام بن گئے۔ شعائر الٰہی کی قدر کرنے لگے۔ اور زندگی کے ہر لمحے میں رضاء مولیٰ کو از ہمہ اولیٰ سمجھنے لگے۔ خدا کے بعد والدین اور والدین کے بعد ان کے متعلّقین کی اطاعت کو فرض جاننے لگے۔ آقا بن کر نہیں بلکہ خدا کا غلام بن کر حکومت کرنے لگے۔ مساوات و ایثار ان کا فخر بن گیا۔ خلقِ خدا پر رحم کرنا ان کا مایۂ ناز ہو گیا۔ مظلوم کی مدد کرنا انھوں نے شیوہ بنا لیا۔ اور حاکم بن کر محکوم کی خدمت کرنا اعزاز ٹھیرا لیا۔

۲۔ سادگی ان کا شعار تھا۔ سپاہگری ان کا فن تھا سخاوت ان کا لباس تھا۔ شجاعت ان کا دل تھا۔ تواضع ان کا تاج تھا۔ غیرت ان کی آنکھیں تھیں ہمّت ان کا انجن تھا۔ امدادِ الٰہی ان کا سٹیم تھا۔ محبّت الٰہی ان کا وجود تھا مگر اب "آں قدح بشکست و آں ساقی نماند" والا معاملہ ہے

۳۔ دنیا میں کامیابی کے حصول کے ذرائع دو ہیں

Marfat.com

جن کی قرآن شہادت دیتا ہے - اوّل یہ کہ جو قوم صحابہ کرام کی طرح خدا کے قانون کی صحیح معنوں میں قدر کرنے والی ہو - اسے خدا تعالےٰ دائرہ رحمت میں لا کر دنیا میں سرفراز کر دیتا ہے - خود ان کا حامی اور مددگار ہو جاتا ہے اور جو ان کے مقابلے پر آتا ہے - پس جاتا ہے- دوسرے یہ کہ جو قوم قانونِ الٰہی کی مخالفت کو اپنا شعار بنا لیتی ہے- اور زندگی کے ہر لمحہ میں اپنی سرکشی کا فوٹو پیش کرتی ہے - اسے خدا تعالےٰ دائرۂ لعنت میں داخل کر کے کبھی چند روز کے لئے مہلت دے دیتا ہے - اور قارون کی طرح اس کے لئے رزق کی فراوانی کر دیتا ہے - پھر ناگہانی طور پر گرفتار کر کے اسے صفحۂ ہستی سے اس طرح مٹا دیتا ہے کہ اس کی تباہی تمام دُنیا کی عبرت کا سامان بن جاتی ہے ؎

۴- ان ہر دو راستوں کے درمیان ایک تیسری راہ بھی

Marfat.com

ہے۔ اور وہ یہ کہ جن اصولوں کو کوئی قوم صحیح مانتی ہو۔ اُن پر عمل کرنا چھوڑ دے۔ جس قوم کی ایسی حالت ہوتی ہے۔ وہ کتنی ہی جد و جہد کرے۔ قانونِ الٰہی یہی بتاتا ہے۔ کہ یہود کی طرح وہ کبھی عزت نہیں پا سکتی۔ بلکہ دن بدن قعرِ مذلت میں ہی گرتی چلی جاتی ہے۔ اور اس قوم کی مثال اس شخص کی طرح ہے۔ جو دریائی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ جس قدر وہ اوپر اُٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی قدر نیچے غرق ہوتا چلا جاتا ہے۔

۵۔ چیز ایک ہی ہے۔ مگر اس کے صحیح استعمال سے اچھے اور غلط استعمال سے برائے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ یہی قرآن مجید ہے۔ جس کے ماننے والے اخلاقِ رذیلہ کی جگہ اخلاقِ حمیدہ کا ملجاء و ماویٰ بن گئے۔ غربت و افلاس کی تاریکی سے نکل کر عرشِ امارت پر سرفراز ہو گئے۔ اور آج یہی قرآن پاک ہے۔ جس کے حاملین قرآن کو دُنیاوی

Marfat.com

عزّت ۔ آخرت کی نجات اور تہذیب کا علمبردار سمجھنے کے باوجود اسے عملی جامہ پہنانے سے قاصر ہیں ۔ ایمان بالقرآن کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ مگر تجارت میں سب سے پیچھے ۔ اقتصادیات میں سب سے گرے ہوئے ۔ سیاست میں سب سے ذلیل تعلیم میں سب سے نیچے ۔ غرضیکہ کسی خوبی میں بھی اَعلَون کے مصداق نہیں ۔ ان کا اسلام وہ اور ان کا اسلام یہ ۔ ان کا اسلام اصل اور ان کا اسلام نقل ہے ۔ اگر اصل نافۂ آہو ہوتا ۔ تو سارا گھر خوشبو سے بھر جاتا ۔ لیکن یہ بجائے خونِ آہو کے خونِ خرگوش ہے ۔ جس میں کوئی خوشبو نہیں ۔ البتہ شکل نافۂ آہو موجود ہے ۔ پس انسان کی کامیابی کا مدار صحتِ جسمانی اور تعلّق باللہ کی درستی پر ہے ۔ جس کا انحصار اتباعِ قانونِ الٰہی پر ہے ۔ کہ موجودہ وقت میں قرآن ہے ٭

Marfat.com

سوالات

۱۔ دُنیا کا آخری مذہب ۔ آخری رسول اور آخری دستورالعمل کیا ہے ؟

۲۔ قرآن کی تعلیم نے دُنیا میں کیا کیا انقلاب برپا کیا تھا؟

۳۔ دُنیا میں حصولِ کامیابی کے ذرائع کون سے ہیں ؟

۴۔ کون سی راہ ہے جس پر چل کر کامیابی کا منہ دیکھنا ناممکن ہے ؟ اور کیوں ؟

۵۔ موجودہ زمانے میں مسلمانوں کے زوال کے اسباب اور ان کا تدارک کیا ہے ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۱۰

انسان کا دین

خالق ۔ پیدا کرنے والا ۔ خدا تعالیٰ ۔	مخلوق ۔ پیدا کیا ہوا ۔ مخلوقات ۔
اَخلاق ۔ جمع خلق کی ۔ اچھی عادتیں ۔	روحانیّت ۔ روح کی طاقت ۔
شریعت ۔ خدا کا بتایا ہوا راستہ جو پیغمبروں کی معرفت بندوں کو معلوم ہوا ۔	اشتراک ۔ شریک ہونا ۔ سانجھ ۔
حقوق اللہ ۔ اللہ کے حقوق ۔	حقوق العباد ۔ بندوں کے حقوق ۔
زندۂ جاوید ۔ ہمیشہ کی زندگی ۔ نیک نامی ۔	فیض یاب ۔ فائدہ پانے والا ۔

۱ ۔ انسان کامل بننے کے لئے ضروری ہے ۔ کہ انسان کا تعلّق مخلوق سے بھی درست ہو اور خالق سے بھی درست ہو ۔ مخلوق سے تعلّق کا درست ہونا دو طرح ہے ۔ ایک یہ کہ انسان کا اپنے نفس سے تعلّق درست ہو ۔ دوسرے یہ کہ دوسری مخلوق سے اس کا تعلّق درست ہو ۔ اپنے نفس کے متعلق

Marfat.com

جو تعلیم ہے اس کے بھی دو حصّے ہیں ۔ ایک یہ کہ دل کو خراب کرنے والے امور سے پرہیز کرے ۔ دوسرے یہ کہ دل کو پاک کرنے والے امُور پر عمل کرے ۔

۲۔ اسی طرح دوسری مخلوق سے تعلّق رکھنے کے تین طریقے ہیں ۔ اوّل یہ کہ بنی نوع انسان سے بحیثیت افراد اس کا تعلّق درست ہو ۔ دوسرے بحیثیت جماعت درست ہو ۔ تیسرے انسانوں کے علاوہ خدا کی ۔ دوسرے مخلوق سے بھی تعلق درست ہو ۔ پھر آگے ان کی دو شاخیں ہیں ۔ اوّل ان امور سے پرہیز کرے ۔ جو بنی نوع انسان یا خدا کی دوسری مخلوق سے اس کے تعلق کو خراب کریں ۔ دوسرے ان امور پر عمل کرے ۔ جو بنی نوع انسان یا خدا کی دوسری مخلوق کے ساتھ اس کا تعلّق احسان پر مبنی رکھیں ۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے کے بھی دو حصّے ہیں ۔ اوّل ان امُور سے پرہیز کرے ۔ جو خدا تعالےٰ سے تعلق توڑنے

Marfat.com

والے ہوں۔ دوسرے ان امور پر کار بند ہو۔ جو
خدا تعالےٰ سے تعلق جوڑنے والے ہوں ⁂

۳۔ ان سب باتوں کا خلاصہ دین ہے۔ جس کے دو
حصّے ہیں۔ اخلاق اور روحانیت۔ جو شخص ان
دونو میں سے ایک صفت کے ساتھ متصف
ہو۔ اس کا دین آدھا ہے۔ اور جو دونو سے
عاری ہے۔ وہ دونو سے خالی ہے۔ انسان کے
اعمال کا وہ حصّہ جو بنی نوع انسان سے تعلق رکھتا
ہے۔ اخلاق کہلاتا ہے۔ اور وہی معاملہ جب
خدا تعالےٰ سے کیا جائے۔ تو اسے روحانیت
کہتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص بندوں سے جھوٹ
بولے۔ تو وہ بد اخلاق ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ
سے جھوٹ بولے۔ تو اس کی روحانیت مُردہ ہے
اور جب کسی کے دونو پہلو درست ہوں۔ تو
وہ شخص دین دار اور متقی ہے ⁂

۴۔ پس جب اخلاق مطابق شریعت کئے جائیں۔ تو
وہ روحانیت کے ساتھ مل کر دین کہلاتے ہیں۔

Marfat.com

اور جب وہی افعال بغیر اشتراک روحانیت کے کئے جائیں۔ تو محض اخلاق ہوتے ہیں۔ اور اخلاق و روحانیت میں یہی بڑا فرق ہے۔ کہ ہماری طاقتوں کا ظہور دوسرے انسانوں کے ساتھ معاملات میں اخلاق کہلاتا ہے۔ اور انہی طاقتوں کا خداتعالیٰ کے متعلق ظہور روحانیت ہوتا ہے +

۵۔ دین کا دستورالعمل شریعت ہے۔ شریعت آدمی کو وحشیانہ حالت سے انسان۔ اور انسان سے بااخلاق انسان پھر بااخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دیتی ہے۔ اور جو شخص شریعت کے احکام پر عمل کرنے لگ جاتا ہے۔ وہ حقوق اللہ و حقوق العباد کو پوری طرح ادا کرتا ہے۔ وہ خدا کا محب اور مخلوق کا خادم ہو جاتا ہے بنی نوع انسان کے جملہ حقوق درجہ بدرجہ پہچانتا ہے۔ عدل و انصاف اور ہمدردی کے قوٰی کو اپنے اپنے محل پر استعمال کرتا ہے۔ اور علم۔ معرفت مال اور آسائش جو کچھ اسے خدا تعالیٰ

Marfat.com

کی طرف سے حاصل ہوتا ہے۔ حسب مراتب باقی لوگوں کو ان نعمتوں میں شریک کرتا ہے اور تمام بنی نوع انسان پر سورج کی طرح روشنی ڈالتا ہے۔ اور دن کی طرح روشن ہو کر نیکی و بدی کی راہیں لوگوں کو دکھاتا ہے۔ دیدارِ الٰہی اس کی غذا بن جاتی ہے۔ دنیا میں وہ زندۂ جاوید اور آخرت میں دیدارِ الٰہی سے فیض یاب ہوتا ہے۔

سوالات

۱۔ انسان کے ذمہ کون کون سے حقوق ہیں؟

۲۔ خالق اور مخلوق سے تعلق کے درست رکھنے کا کیا مطلب ہے؟

۳۔ دین کسے کہتے ہیں۔ اور اس کے کون سے دو بڑے حصے ہیں؟

۴۔ اخلاق اور روحانیت میں [illegible] ہو؟

۵۔ دین کا دستور العمل [illegible] ہے؟

Marfat.com

سبق نمبر ۱۱

انسان کا علم

فطرت۔ پیدائش۔ نیچر ٭ منقوش۔ نقش کیا گیا ٭

عقائد۔ جمع عقیدہ کی۔ دل میں جمائی ہوئی بات ٭ منقولات۔ نقش کی گئی باتیں۔ قرآنی دلائل ٭

علم الیقین۔ جس بات کا سُنکر یقین کیا جائے ٭ عین الیقین۔ جس بات کا خود دیکھ کر یقین کیا جائے ٭

حق الیقین۔ جس بات کو خود آزمائش کرکے اس کا یقین کیا جائے ٭ اخلاقِ فاضلہ۔ اعلیٰ عادات ٭

ضمیر۔ دِل ٭ عفو۔ درگزر۔ معافی ٭

۱۔ علم کا حاصل کرنا انسان پر فرض ہے۔ خدا تعالیٰ نے فضیلت علمی کی وجہ سے ہی انسان کو دوسری مخلوق سے افضل بنایا ہے۔ قرآن مجید نے تین قسم کا علم قرار دیا ہے۔ اوّل علم الیقین جیسے دھوئیں کو دیکھ کر آگ کا یقین کرنا۔ دوسرے

Marfat.com

عین الیقین جیسے خود آگ دیکھ لینا اور تیسرے حق الیقین ہے۔ جیسے آگ میں داخل ہو کر خود دیکھ لیتا ہے۔

۲۔ علم الیقین کا ذریعہ انسانی ضمیر۔ عقل۔ منقولات اور کسی بات کا بار بار سننا ہے۔ قرآن مجید میں خدا تعالےٰ نے جس قدر اصول و عقائد بیان فرمائے ہیں۔ وہ سب کے سب انسانی فطرت سے منقوش ہیں۔ اور انہیں علم الیقین تک پہنچانے کے لئے بے شمار دلائل اس میں موجود ہیں۔

۳۔ عین الیقین کا درجہ دُنیا کی چیزوں کے خود دیکھنے سُننے۔ سونگھنے اور چھُونے وغیرہ سے اور آخرت کی چیزوں کے متعلق وحی اور الہام سے حاصل ہوتا ہے۔ کامل علم کا ذریعہ محض الہام ہے اور خدا کا اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ مخاطبہ یا مکالمہ کرنا الہام کہلاتا ہے۔

۴۔ علم کا تیسرا مرتبہ حق الیقین ہے۔ وہ تمام شرعی حالات جو علمی طور پر انسان کے دِل میں ہونے

Marfat.com

ہیں ۔ خدا کے نیک بندوں کے وجود میں دُنیا
کی کشمکش سے علمی رنگ میں آ جاتے ہیں ۔
اور ان کی عملی زمین میں نشو و نما پا کر کمال
تک پہنچ جاتے ہیں ۔ جس سے عمل کرنے والوں
کا اپنا وجود ہدایت کا ایک مکمل نمونہ بن جاتا
ہے ۔ اور اس کے تمام خیالات متواتر مشق کی
وجہ سے اس کے اعضاء میں عملی نقش جما کر
اسے کامل انسان بنا دیتے ہیں ۔

۵۔ پس وہ علم جو دل و دماغ تک ہی محدود ہو۔
قابلِ تعریف نہیں ۔ بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو
دماغ سے اُتر کر تمام اعضاء میں سرائت کر
جائے ۔ اور اس کے نقوش متواتر مشق سے
اعضاء میں عملی رنگ اختیار کر لیں ۔ پس جو علم
محض علم کی حد تک ہی محدود ہے ۔ وہ
ناقص ہے ۔ اور جو عمل مرتبے تک پہنچ جائے
وہ کامل ہے ۔

۶۔ جس طرح مال تجارت سے بڑھتا ہے ۔ اسی طرح

Marfat.com

علم عملی مشق سے کمال تک پہنچتا ہے ۔ اور علم کو عملی طور پر آزمانا ہی حق الیقین ہے ۔ اور قرآن کریم کی تعلیم کا بھی اصلی مقصد یہی ہے کہ اس کے علم کو عملی مشق سے آزمائیں۔ جس کا کامل نمونہ آنحضرتؐ کی زندگی میں پایا جاتا ہے ۔ کیونکہ آپ کی زندگی دونو پہلو سے مکمل ہے ۔ تیرہ برس تک آپ مکّہ میں مصائب و تکالیف برداشت کرتے رہے ۔ اور باقی ماندہ زندگی مدینہ میں فتح یابی کے ساتھ گزار گئے۔ اور اس عرصے میں دونو قسم کے اخلاق آپ کے وجود سے حق الیقین تک ظاہر ہوئے ۔ جس کی نظیر کا تلاش کرنا محال ہے ۔ جسے دیکھ کر بے شمار بنی نوع انسان آپ پر ایمان لائے ✣

Marfat.com

سوالات

۱۔ علم کا حاصل کرنا انسان کے لئے کیوں ضروری ہے؟
۲۔ علم کی کون سی تین قسمیں ہیں۔ اور ہر ایک کا کیا مطلب تم سمجھتے ہو؟
۳۔ کامل علم کی تعریف کیا ہے؟
۴۔ علم کس طرح کمال تک پہنچتا ہے؟
۵۔ آنحضرتؐ کے کامل نمونہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟

Marfat.com

سبق نمبر ۱۲

انسان کا تقویٰ

تقویٰ ۔ پرہیزگاری ۔ خداؐ سے ڈرنا ✦ متقی ۔ پرہیزگار ۔ خداؐ سے ڈرنے والا ✦

صابر ۔ صبر کرنے والا ✦ شاکر ۔ شکر کرنے والا ✦

محسن ۔ احسان کرنے والا ✦ محبوب ۔ محبت کیا گیا ۔ دوست ✦

صدقہ ۔ جو مال خدا کی راہ میں فقیروں کو دیا جائے ✦ مدارج ۔ درجے ✦

ضبطِ نفس ۔ اپنے آپ کا قابو میں رکھنا ✦

اعمالِ صالحہ ۔ نیک کام ✦

۱۔ خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ۔ کہ ہم نے تمہارے مختلف گروہ اور قبیلے محض اس لئے بنائے ہیں ۔ کہ ایک دوسرے سے پہچانے جاؤ ۔ مگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے بزرگ وہی ہے جو زیادہ متقی ہے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ تقویٰ کا حاصل کرنا

Marfat.com

انسان کے لئے سب سے زیادہ ضروری اور لازمی امر ہے۔ مگر تقویٰ ایک دم حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے مختلف مدارج ہیں۔ اور ہر درجہ کے حصول کا ذریعہ محض صبر اور استقلال ہے +

۳۔ تقویٰ کا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان اپنی ہر قسم نقل و حرکت کو منشاءِ ایزادی کے مطابق بنالے اور ہر کام میں پوری پوری احتیاط سے کام لے۔ جس کی مثال یہ ہے۔ کہ ایک تنگ راستہ جس کے اِرد گرد کانٹےدار جھاڑیاں پھیلی ہوئی ہوں۔ اور ان کی لمبی لمبی شاخیں پھیل کر راستے میں رکاوٹ پیدا کرتی ہوں۔ اور اس میں ایک ایسے شخص کو گذر کرنا پڑے۔ جس نے بڑا کھُلا چغہ پہنا ہوُا ہو۔ تو جس طرح وہ شخص اپنے کپڑوں کو سنبھال سنبھال کر گذرتا ہے۔ اور چاروں طرف احتیاط کی نگاہ ڈالتا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان اپنے نفس کو دُنیا کی آلائشوں سے جو اسے کئی طریقوں سے اپنی طرف کھینچنا چاہتی ہیں

Marfat.com

بچاتا جائے۔ پس اسی کا نام تقویٰ ہے۔

۳۔ تقویٰ کے مدارج تین ہیں۔ اور ان میں سے پہلا درجہ صبر ہے۔ جس کی پھر تین حالتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ انسان مصیبت کے وقت آہ و زاری نہ کرے۔ کوئی چیز گُم ہو جائے تو کہے۔ کہ مولیٰ کی چیز تھی۔ اس نے لے لی۔ دوسرے بدیوں سے پرہیز کرے۔ اور نفس کے سرکش گھوڑے کو لگام دے کر محارم میں پڑنے سے بچائے۔ تیسرے قناعت کرے۔ اور اللہ تعالےٰ کے جو انعام اسے میسّر ہوں۔ ان سے زیادہ کی حرص نہ کرے۔ پس جو شخص ان سب باتوں پر عمل کرے۔ وہ صابر متقی ہے جو تقویٰ کا ایک ادنےٰ درجہ ہے۔ انسان در اصل خدا تعالےٰ کا ایک مہمان ہے۔ جو چیز خدا نے اسے دی ہے۔ اس کے بغیر دوسری چیز کو ہاتھ لگانا مہمان نوازی کے خلاف ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہے۔ کہ خدا

Marfat.com

کا مہمان ہو کر بغیر اس کی اجازت کے اس کی چیزوں میں دست اندازی کرے۔ پس صبر کا حقیقی مقصد در اصل ضبطِ نفس ہے۔ جو اس پر ثابت قدم رہتا ہے۔ وہی صابر متقی ہوتا ہے +

۴۔ تقویٰ کا دوسرا درجہ شکر ہے۔ اور اس درجہ کا متقی شاکر کہلاتا ہے۔ صابر اور شاکر میں فرق یہ ہے۔ کہ صابر فوت شدہ چیز کے لئے کہتا ہے۔ کہ میرے مولیٰ کا مال تھا۔ اس نے لے لیا۔ مگر شاکر ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ ایک چیز لے لی تو کیا ہوُا۔ فلاں فلاں انعام بھی تو اسی کے ہیں۔ ان کے لئے شکر کا سجدہ بجا لانا ہے یا یوں کہو۔ کہ صابر صرف گئی ہوئی چیز کے متعلق صبر کا اظہار کرتا ہے۔ اور شاکر کہتا ہے۔ کہ جو کچھ میرے پاس ہے۔ وہ بھی تو میرا حق نہیں۔ بلکہ اس کا انعام ہے۔ پس

Marfat.com

جو شخص تقویٰ کی پہاڑی پر چڑھنے کے لئے آنے والی مصائب کا جوانمردی سے مقابلہ کرے وہ صابر متقی ہے ۔ اور جو شخص نہ صرف ان کا مقابلہ کرے ۔ بلکہ ہر مصیبت پر ایک قدم آگے بڑھ کر موجودہ نعمتوں کا شکر بجا لائے وہ شاکر متقی ہے ۔ شاکر ضائع شدہ مال کی فکر نہیں کرتا ۔ بلکہ موجودہ پر شکر کرتا ہے ۔ اور اسے بھی خدا کا فضل سمجھتا ہے ۔ صابر نماز پڑھتا ہے ۔ اور اسے تعمیلِ حکم سمجھتا ہے اور شاکر نماز پڑھ کر پھر سجدے میں گرتا ہے ۔ اور تعمیلِ حکم کی توفیق کا شکر بجا لاتا ہے ۔ صابر صدقہ دیتا ہے ۔ اور شاکر اس خدمت پر شکر کرتا ہے ۔

۵۔ تقویٰ کا تیسرا درجہ احسان ہے ۔ اور اس درجہ کا متقی محسن کہلاتا ہے ۔ محسن کو جب کوئی تکلیف ہوتی ہے ۔ تو ساتھ ہی اسے دوسروں کی مصائب یاد آ جاتی ہیں ۔ وہ ان کی ہمدردی

Marfat.com

کے لئے کمر باندھ لیتا ہے ۔ اور ان کی غمخواری میں کوشش کرتا ہے ۔ غرضیکہ جب اسے خود کوئی تکلیف ہوتی ہے ۔ تو دوسروں کی تکلیف کا احساس کرتا ہے ۔ اور ان کی نصرت کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے ۔ محسن صرف فوت شدہ چیز پر صبر ہی نہیں کرتا ۔ اور نہ موجودہ نعمتوں کے شکریہ پر اکتفا کرتا ہے ۔ بلکہ وہ دوسروں سے ہمدردی اور غمخواری کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے ۔ ایمان اور اعمالِ صالحہ صابر متقی کا درجہ ہے ۔ ان پر ثابت قدم رہنا شاکر متقی کی شان ہے ۔ اور احسان کے لئے قدم بڑھانا محسن متقی کا حصّہ ہے ۔ اور محسنوں کو خدا تعالےٰ زیادہ محبوب رکھتا ہے ؂

Marfat.com

سوالات

۱۔ تقویٰ کسے کہتے ہیں ؟

۲۔ تقویٰ کا حاصل کرنا انسان کے لئے کیوں ضروری ہے ؟

۳۔ تقویٰ کے تین مدارج کون سے ہیں ۔ اور وہ کیوں کر حاصل ہو سکتے ہیں ؟

۴۔ صابر ۔ شاکر اور محسن متقی میں تم کیا فرق سمجھتے ہو ؟

۵۔ محسن متقی خدا تعالےٰ کو کیوں محبوب ہے ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۱۳

انسان کی تقدیر

قدر ۔ مقدار ۔ قسمت ۔ روزی وغیرہ ✢

شریعت ۔ خدا کا بنایا ہوا وہ راستہ جو پیغمبروں کی معرفت بندوں کو معلوم ہوا ✢

تناسخ ۔ آواگون ۔ روح کا ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم میں آنا ۔

وحدت الوجود ۔ جو خدا تعالےٰ کے وجود کو ہی تمام چیزوں کی اصل قرار دیتے ہیں ✢

سپرنٹنڈنٹ ۔ امتحان کا افسر اعلےٰ ۔ انتظام کرنے والا ✢

تقدیر ۔ اندازہ کرنا ۔ جو روزِ ازل سے خدا نے ہر چیز کے متعلق کر رکھا ہے ✢

پُلصراط ۔ سیدھا راستہ ۔ وہ بال سے باریک اور تلوار سے تیز راستہ جس پر گذر کر نیک لوگ جنّت میں جائیں گے ✢

کفارہ ۔ ڈھانپنے والا ۔ گناہ کا عوض ✢

قربِ الٰہی ۔ خدا تعالےٰ کی نزدیکی ✢

ممتحن ۔ امتحان لینے والا ✢

۱۔ تقدیر کا مسئلہ نہایت اہم اور مشکل مسئلہ ہے ۔ جس کے سمجھنے میں اکثر لوگوں نے غلطی کھائی ہے اس لئے آنحضرتؐ نے مسئلہ تقدیر کے متعلق

Marfat.com

جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ ایک اہم اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ جس پر بحث کرنے سے سلبِ ایمان کا خطرہ ہے۔ مگر برخلاف اس کے اس مسئلہ کا سمجھنا اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ جب تک کوئی شخص خدا تعالیٰ کی قدر پر ایمان نہ لائے۔ اس وقت تک وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ وجہ یہ کہ مسئلہ تقدیر خداؐ پر ایمان لانے کا ایک حصّہ ہے۔ اور قدر پر ایمان لانا ایمان باللہ کے ساتھ ہی شامل ہے۔

۲۔ قدر کیا ہے؟ قدر خدا کی صفات کے ظہور کا نام ہے۔ جو صفات خدا تعالےٰ میں مانی جاتی ہیں۔ در اصل انہی کے ماننے کا نام قدر کا ماننا ہے۔ گویا خدا تعالےٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اوّل انسان خدا کی ذات پر ایمان لائے۔ دوسرے خدا کی صفات پر ایمان لائے۔ اور تیسرے صفات کے ظہور پر ایمان لائے

Marfat.com

اور اس تیسری قسم کا نام آنحضرتؐ نے قدر رکھا ہے۔ اور بتا دیا ہے۔ کہ خدا کی جن صفات کے ظہور کا تعلق بندوں سے ہے۔ اس کا نام قدر ہے +

۳۔ یہ مسئلہ درحقیقت ایک دینوی پُلصراط ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس پر قدم نہ رکھے۔ تو جنّت سے محروم رہے۔ اور اگر قدم رکھے۔ تو کٹ کر دوزخ میں بھی گر جانے کا خطرہ لاحق ہے۔ مگر جس طرح پُلصراط پر قدم رکھنے کے بغیر جنت میں جانا ناممکن ہے۔ اور اس پر چلنے میں دونو نقصان ہیں۔ گر جائے یا بچ جائے۔ اسی طرح مسئلہ تقدیر کا حال ہے۔ کہ اگر اسے نہ سمجھے تو ایمان نہیں رہتا۔ اور اگر اس پر بحث کرے۔ تو دونو باتیں ہیں۔ خواہ اسے صحیح سمجھ کر قرب الی اللہ حاصل کرے۔ خواہ غلط سمجھ کر تباہ و برباد ہو جائے۔ لہذا یہ مسئلہ نہائت نازک ہے۔ اور عقل بغیر شریعت کی راہبری کے اس کو

Marfat.com

نہیں سمجھ سکتی۔ اس میں تحقیق کرنے کے لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ تاکہ انسان اس کو صحیح سمجھ کر ایمان پر ثابت قدم ہو جائے اور دوسری طرف غضب الٰہی سے بھی بچا رہے۔

۴۔ اس مسئلہ کے نہ سمجھنے سے ہی ہندوؤں میں تناسخ۔ عیسائیوں میں کفارہ۔ یہودیوں میں نجات سائنس والوں میں دہریت اور مسلمانوں میں ایک طرف اباحت اور دوسری طرف ذلت مسلط ہو گئی ہے۔ غرض اس کے سمجھنے میں لوگوں نے بڑی بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں کسی نے کہا۔ کہ انسان فعل مختار ہے۔ اور کسی نے کہا۔ کہ وہ اپنے افعال میں مجبور محض ہے۔ مگر انسانی عقل ان دونو باتوں کے تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔ اور قرآن میں الحمد کے الف سے لے کر والناس کے سین تک ایک ایک لفظ ان دونو خیالات کی تردید کرتا ہے کیونکہ یہ دونو خیال اخلاق کے دشمن اور روحانیت کے قاتل ہیں ❊

Marfat.com

۵- جو لوگ تقدیر کے معنے یہ سمجھتے ہیں - کہ جو کچھ ہو رہا ہے - خدا ہی کر رہا ہے - ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں - ان کے خیال کی بنیاد گو مسئلہ واحدت الوجود پر ہے - لیکن ان کو ایک اور مسئلے سے ٹھوکر لگی ہے - کہ انہوں نے علمِ الٰہی اور تقدیر کے مسئلے کو ایک دوسرے میں خلط ملط کر دیا ہے - حالانکہ علیم اور قدیر خدا کے دو جُداگانہ نام ہیں - علم علیم سے اور قدر قدیر سے متعلق ہے - جن کے معنے جاننے والا اور قدرت والا ہیں - لیکن انہوں نے اس بات کو نہیں سمجھا - کہ خدا کا کرنا اور بات ہے اور جاننا اور بات ہے - خدا کا کرنا اور ہے - اور بندے کا کرنا اور ہے - کرتا انسان خود ہے - مگر اللہ اُسے جانتا ہے - کہ یہ ایسا کرے گا - جو کچھ خدا جانتا ہے - انسان وہ نہیں کرتا - بلکہ جو کچھ انسان کرتا ہے - اسے اللہ جانتا ہے - یعنی چور اس لئے چوری نہیں کرتا - کہ اس کا چوری کرنا

Marfat.com

خدا کے علم میں ہے۔ بلکہ خدا کو اس بات کا علم اس لئے ہؤا۔ کہ اس نے چوری کرنی ہے۔ غرض یہ دھوکہ خدا کے علم اور قدر کے ملا دینے سے ہؤا ہے۔ حالانکہ یہ دونو صفات بالکل الگ الگ ہیں۔ اور ایک دوسرے سے مختلف ہیں ؂

۶۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ جب انسان کا ہر ایک فعل خدا کے علم میں ہے۔ تو وہ اُسے بُرے کام سے روکتا کیوں نہیں۔ مگر انسان چونکہ دُنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے۔ کہ اسے امتحان میں ڈال کر اسے انعام کا وارث بنایا جائے۔ اور اور اس کی مثال امتحان دینے والے کی طرح ہے اور خدا کی مثال سپرنٹنڈنٹ کی طرح ہے۔ جو صرف ان کی نگرانی پر مامور ہے۔ اور یہ بات سپرنٹنڈنٹ کے علم میں ہوتی ہے۔ کہ کچھ لڑکے غلط اور کچھ صحیح سوال نکال رہے ہیں۔ مگر اس وقت وہ کسی کو روکتا نہیں۔ پس یہی حال خدا تعالےٰ کا ہے۔ اور فرداً فرداً اس کا انسان کو نہ روکنا اس

Marfat.com

غرض کے عین مطابق ہے ۔ جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے ۔ اگرچہ ممتحن ہونے کے علاوہ خدا کی شان رحیم اور کریم کی بھی ہے ۔ مگر اس کا ظہور نمبر دیتے وقت ہوتا ہے ۔ نہ کہ جواب لکھتے وقت +

۷۔ الغرض تقدیر کا ماننا انسان پر فرض ہے ۔ اس کا روحانیت سے گہرا تعلق ہے ۔ جس نے اس کو سمجھ لیا ۔ وہ خدا تک پہنچ گیا ۔ اور جس نے نہیں سمجھا ۔ وہ قعرِ مذلت میں گر گیا ۔ جو لوگ کہتے ہیں ۔ کہ خدا ہی سب کچھ کرتا ہے ۔ وہ غلطی پر ہیں ۔ اگر ایسا ہی ہوتا ۔ تو بار بار وہ قرآن میں اس بات کی ڈانٹ کیوں دیتا ۔ کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو ۔ اور جو لوگ ہر بات کی بنیاد تدبیر پر رکھتے ہیں ۔ وہ خدا اور بندے کے درمیان تعلق کو توڑ دیتے ہیں ۔ اور انسان کو خدا سے بہت دُور لے جاتے ہیں ۔ اور اس قسم کے خیالات نے روحانیت کو

Marfat.com

بڑا نقصان پہنچایا ہے ۔

سوالات

۱۔ قدر اور تقدیر کا تم کیا مطلب سمجھتے ہو ؟

۲۔ تقدیر پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے ؟

۳۔ مسئلہ تقدیر کی تحقیق میں کیا احتیاط لازمی ہے ۔ اور کیوں ؟

۴۔ اس مسئلہ کے سمجھنے میں لوگوں نے کیا کیا ٹھوکریں کھائی ہیں ۔ اور کیوں ؟

۵۔ تم مسئلہ تقدیر کا صحیح مطلب کیا سمجھتے ہو ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۱۴

انسان کی تین حالتیں

طبعی جذبات۔ پیدائشی خیالات ✤ عارف۔ خدا کو پہچاننے والا۔ معرفت حاصل کرنے والا ✤

نفسِ امّارہ۔ بہت حکم کرنے والا۔ نفسانی خواہشوں کا حکم کرنے والا نفس ✤

نفسِ لوّامہ۔ بہت ملامت کرنے والا۔ جو گناہوں پر انسان کو ملامت کرتا ہے

نفسِ مطمئنہ۔ اطمینان یافتہ۔ جو نفس برائیوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے ✤

سرزد ہونا۔ کوئی کام عمل میں لانا ✤

جمادات۔ جو چیزیں زمین سے نکلتی ہیں ✤ حسرت۔ نا امیدی۔ مایوسی ✤

موجد۔ ایجاد کرنے والا ✤ نشیب۔ نیچا۔ ڈھلان ✤

۱۔ انسان کی تین حالتیں طبعی۔ اخلاقی اور روحانی ہیں بچے میں قدرتی طور پر جو خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔ وہ طبعی ہوتی ہیں۔ جن میں انسان اور حیوان دونو مشابہ ہوتے ہیں۔ جب وہی خواہشات عقل و تمیز کے ماتحت ہو کر موافق شریعت ظاہر

Marfat.com

ہوں ۔ تو اخلاقی کہلاتی ہیں ۔ جن سے انسان حیوانات سے ممتاز ہو جاتا ہے ۔ اور جس وقت انسان محبتِ الٰہی میں فناہ ہو کر اس کا ہو جاتا ہے ۔ اور اسی کے لئے سب کچھ کرتا ہے ۔ تو وہی خواہشات روحانی ہو جاتی ہیں ۔ اور اس وقت انسان مرتبہ کمال کو پہنچ جاتا ہے ؂

۲۔ انسان کی ان تینوں حالتوں کے سر چشمے نفس امارہ نفس لوّامہ اور نفس مطمئنہ ہیں ۔ جو قوت انسان سے طبعی اور حیوانی حرکات سرزد کراتی ہے ۔ اور بدیوں کی انسان کو ترغیب دیتی ہے اس کا نام نفسِ امّارہ ہے ۔ اور جو قوت انسان کے طبعی جذبات کو عقل کے مطابق کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔ اور بدیوں پر انسان کو ملامت کرتی ہے ۔ مگر اس پر پوری طرح قادر نہ ہونے کی وجہ سے کبھی اپنے مقصد میں کامیاب اور کبھی ناکام ہو جاتی

Marfat.com

ہے۔ وہ نفسِ لوّامہ ہے۔ جس کے معنے بہت ملامت کرنے والے کے ہیں۔ اور وہ قوت جس سے نفس تمام کمزوریوں سے نجات پا کر روحانی قوتوں سے بھر جاتا ہے۔ جس طرح پانی نشیب کی طرف بہتا ہے۔ وہ محبتِ الٰہی میں محو ہو کر اسی کی طرف بہتا چلا جاتا ہے۔ اور خدا کی محبت کو اپنی غذا سمجھنے لگتا ہے۔ اس کا نام نفسِ مطمئنہ ہے۔

۳۔ انسان کی طبعی اخلاقی اور روحانی حالتیں دراصل ایک ہی چیز ہیں۔ جس قدر قدرتی خواہشات انسان میں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ سب طبعی حالتیں ہیں۔ جن کا موجد نفسِ امارہ ہے جب وہی خواہشات ارادۂ ترتیب اور موقع و محل کے مطابق استعمال کی جائیں۔ تو اخلاقی بن جاتی ہیں۔ جو نفسِ لوّامہ کی ہدایت کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اور وہی اخلاقی حالتیں موافقت باللہ اور اس کی محبت میں فناہ ہونے

Marfat.com

سے روحانیت کا رنگ پکڑ لیتی ہیں۔ جو نفسِ مطمئنہ کی کامیابی کا ثبوت ہے۔

۴۔ بعض اوقات حیوانات اور شیر خوار بچوں سے بھی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جو اخلاق کے مشابہ ہوتی ہیں۔ مگر وہ چونکہ عقل اور ارادے کی تجویز کے مطابق نہیں ہوتیں۔ اس لئے وہ اخلاق نہیں کہلا سکتیں۔ بلکہ طبیعت کی ایک بے اختیار رفتار ہوتی ہے۔ پس ایسا شخص جس پر بچوں۔ دیوانوں اور حیوانوں کی طرح طبعی جذبات غالب ہوں۔ با اخلاق نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ اخلاق اور نیکی کا زمانہ در اصل اس وقت شروع ہوتا ہے۔ جب انسان کی عقلِ خدا داد پُختہ ہو کر وہ نیک و بد میں تمیز کرنے کے قابل ہو جائے۔ اس وقت وہ اچھے کام کے ترک کرنے سے اپنے دل میں ایک حسرت پاتا ہے۔ اور بُرے کام کے ارتکاب سے پشیمان ہوتا ہے۔ نیک کام کا

Marfat.com

حریص ہوتا ہے۔ اور بڑے کام سے اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے۔ یہ انسان کی زندگی کا دوسرا دور ہے۔ جسے نفسِ لوّامہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور یہی حال روحانی حالتوں کا ہے ؛

۵۔ طبعی حالتیں جب تک اخلاقی رنگ میں نہ آئیں۔ اس وقت تک انسان قابلِ تعریف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ طبعی حالتیں حیوانات بلکہ جمادات میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح محض اخلاق سے ہی انسان روحانی زندگی حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایک شخص خدا کے وجود سے منکر رہ کر بھی اچھے اخلاق حاصل کر سکتا ہے۔ مگر روحانیت ہر ایک خُلق کو موقع و محل پر استعمال کرنے کے بعد اور پھر خدا کی راہوں میں وفاداری کے ساتھ قدم مارنے سے اور اسی کا ہو جانے سے ملتی ہے۔ جو اس کا ہو جاتا ہے۔ اس کی یہی نشانی ہے

Marfat.com

کہ وہ اس کے بغیر جی نہیں سکتا۔ عارف ایک مچھلی ہے۔ جس کا پانی خدا کی محبّت ہے ۔

سوالات

۱۔ انسان کی کون سی تین حالتیں ہیں۔ اور ان کا آپس میں کیا تعلّق ہے ؟

۲۔ انسان کی طبعی۔ اخلاقی اور روحانی حالتوں کے سرچشمے کون سے ہیں ؟

۳۔ انسان کے طبعی اور اخلاقی جذبات میں کیا فرق ہوتا ہے ؟

۴۔ اخلاق اور روحانیت میں تم کیوں کر تمیز کروگے؟

۵۔ اخلاق کا زمانہ کب شروع ہوتا ہے اور کیوں ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۱۵

انسان کی اصلاح

تمدن ۔ مل جل کر رہنا ÷ سرچشمہ ۔ نکلنے کی جگہ ÷
نشست ۔ بیٹھنا ÷ برخاست ۔ اُٹھنا ÷
مہذب ۔ ادب سکھایا ہوا ۔ سدھرا ہوا ۔ شائستہ ۔ سُدھرا ہوا ÷
معاشرت ۔ مل جل کر زندگی گزارنا ÷ خواب و خورش ۔ کھانا پینا اور سونا وغیرہ
امید و بیم ۔ امید و خوف ÷ شربت وصل ۔ وصل کا مزہ ÷

۱۔ جس طرح انسان کی طبعی اخلاقی اور روحانی تین حالتیں ہیں ۔ اسی طرح طریق اصلاح بھی تین ہیں ۔ اوّل یہ کہ بے تمیز وحشیوں کو اس ادنیٰ خلق پر قائم کیا جائے ۔ کہ وہ کھانے پینے اور شادی وغیرہ تمدنی امور میں انسانیت کے طریق پر چلیں ۔ اور جانوروں کی طرح ننگے دھڑنگے پھر کر بے تمیزی ظاہر نہ کریں ۔ یہ

Marfat.com

طبعی حالتوں کی ایک ادنٰی اصلاح ہے۔ جو ادبی تعلیم کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔

۲۔ دوسرا طریق اصلاح کا یہ ہے۔ کہ جب کوئی انسانیت کے ظاہری آداب سیکھ لے۔ تو اسے انسانیت کے بڑے بڑے اخلاق سکھلائے جائیں۔ اور انسانی قویٰ میں جو کچھ بھرا پڑا ہے۔ ان کو موقع و محل کے مطابق استعمال کرنے کی تعلیم دی جائے۔ جو اخلاقی تعلیم کہلاتی ہے۔

۳۔ تیسرا طریق اصلاح کا یہ ہے۔ کہ جو لوگ اخلاق فاضلہ سے متصف ہو گئے ہوں۔ انہیں شربتِ وصل اور محبت کا مزہ چکھایا جائے جو روحانی تعلیم کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔

۴۔ انسان کی طبعی اخلاقی اور روحانی حالتوں میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ جب طبعی تقاضوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔ تو اخلاق اور روحانیت کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ انسان کے طبعی حالات

Marfat.com

کھانا پینا اور پہننا وغیرہ کا اخلاق اور روحانیت پر بہت اثر پڑتا ہے۔ اگر ان طبعی حالتوں کو شریعت کی ہدایت کے مطابق استعمال کیا جائے۔ تو جیسے نمک کی کان میں پڑ کر ہر ایک چیز نمک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ تمام طبعی حالتیں اخلاقی ہو جاتی ہیں۔ اور روحانیت پر اپنا گہرا اثر ڈالتی ہیں۔

۵۔ قرآن مجید نے انسان کی طبعی حالتوں کھانا پینا اور پہننا وغیرہ کی اصلاح کی طرف خاص توجّہ دی ہے۔ اور ان سب کے لئے ہدایات لکھی ہیں۔ اور انسان کو نشست و برخاست۔ خواب و خورش۔ بات چیت اور تمام اقسامِ معاشرت کے طریق سکھلا کر اس کو مؤدّب اور شائستہ بنانے کا سامان پیدا کیا ہے۔ اور طبعی تقاضوں کو عقل کے مطابق کرنے اور اخلاقِ رذیلہ کو اخلاقِ فاضلہ میں بدلنے کا طریقہ بتایا ہے۔ پھر تیسرا مرحلہ ترقی کا

Marfat.com

یہ بتلایا۔ کہ انسان اپنے خالق حقیقی کی محبت اور رضاء میں محو ہو جائے۔ اور اس کا سب وجود محض خدا کے لئے ہو جائے۔ اور اس مرتبے کو یاد دلانے کے لئے مسلمانوں کے دین کا نام اسلام رکھا گیا۔ جس کے معنے بکلّی خدا کے لئے ہو جانے کے ہیں ؁

۱۴۔ تمام قرآن کا مقصد در اصل یہی اصلاحات ثلاثہ ہیں۔ اور اس کی تمام تعلیم کا لُبِ لباب در اصل یہی تین اصلاحیں ہیں۔ اور باقی تمام احکام ان اصلاحوں کے لئے بطور وسائل ہیں جو انسان کی طبیعت میں امید و بیم پیدا کر کے انسان کی ان تمام طبعی حالتوں کو جو وحشیانہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اخلاقی حالتوں تک اور پھر اخلاقی حالتوں سے روحانیت کے ناپیدا کنار سمندر تک پہنچاتی ہیں۔ اور خدا کے اسی تعلیمی نصاب سے آنحضرتؐ نے عرب کے حیوانوں کو انسان بنایا۔ اور پھر انسان

Marfat.com

سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے
با خدا انسان بنا دیا ۔

سوالات

۱۔ انسان کی اصلاح کے کون سے تین طریق ہیں ؟
۲۔ ادنی۔ اخلاقی اور روحانی تعلیم سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو ؟
۳۔ انسان کی طبعی۔ اخلاقی اور روحانی علامتوں کا ایک دوسرے پر کیا اثر پڑتا ہے
۴۔ قرآن مجید نے ان ہر سہ حالتوں کی اصلاح کے لئے کیا انتظام کیا ہے ؟
۵۔ آنحضرتؐ نے اہل عرب کی اصلاح کے لئے کونسا نصاب تعلیم تجویز کیا تھا ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۱۶

انسان کی طبعی حالتیں

اصلاحاتِ ثلاثہ۔ تین اصلاحیں	موسوم ۔ نام رکھا گیا۔ پکارا گیا ۔
طبعی۔ اخلاقی اور روحانی ۔	السّلام علیکم۔ تم پر سلام ہو ۔
شعبہ۔ ٹکڑا۔ حصّہ ۔	کما حقہٗ۔ جیسا کہ ہونا چاہئے ۔
رضاعی بہن۔ ساتھ دودھ پینے والی بہن	لوازم ۔ جمع لازم کی۔ ضروریات ۔
حق مہر۔ وہ روپیہ یا جنس جو خاوند	حرام ۔ ممنوع ۔ ناجائز ۔
بوقت نکاح عورت کو دیتا ہے ۔	مشابہ ۔ ملا ہوا ۔

۱۔ اصلاحاتِ ثلاثہ میں سے انسان کی طبعی حالتوں کی اصلاح جو اس کی ادنےٰ اصلاح کہلاتی ہے اخلاق کے شعبوں میں سے وہ شعبہ ہے۔ جو ادب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ ادب جس کی پابندی وحشیوں کو ان کی طبعی حالتوں کھانے پینے اور شادی وغیرہ

Marfat.com

تمدّنی امور میں مرکزِ اعتدال پر لاتی ہے۔ اور اس زندگی سے نجات بخشتی ہے۔ جو وحشیوں۔ چوپاؤں یا درندوں کی طرح ہو ÷

۲۔ اور ان تمام آداب کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ تم پر تمہاری مائیں۔ تمہاری دودھ پلانے والی مائیں۔ تمہاری بیویوں کی مائیں۔ تمہارے باپ کی بیویاں۔ تمہاری پھپھیاں تمہاری خالائیں۔ تمہاری بہنیں۔ تمہاری رضائی بہنیں۔ تمہاری بیویوں کی حقیقی بہنیں۔ تمہاری بیٹیاں۔ تمہاری بھتیجیاں۔ تمہاری بھانجیاں۔ تمہاری بیویوں کی پہلی لڑکیاں۔ اور تمہارے حقیقی بیٹوں کی عورتیں۔ یہ سب تم پر حرام کی گئی ہیں۔ بلکہ پاک دامن عورتوں سے جو تمہارے لئے حلال ہیں۔ نکاح کرو۔ ان کا حق مہر اور دیگر حقوق کما حقہٗ ادا کرو۔ زناہ سے ڈرو۔ بدکاری سے بچو۔ اور بد نظری سے احتیاط کرو ÷

Marfat.com

اسی طرح یہ بھی فرمایا ہے - کہ مردار اور خنزیر کا گوشت نہ کھاؤ - اور درندوں کا پھاڑا ہوُا۔ بُت پر چڑھایا ہوُا۔ اور لاٹھی و سینگ سے مارا ہوُا بھی نہ کھاؤ۔ کیونکہ یہ سب مردار کا حکم رکھتے ہیں - اور مردار اور مردار کے مشابہ اور پلید چیزیں نہ کھاؤ۔ باقی روٹی گوشت اور دال وغیرہ دُنیا کی سب پاک چیزیں کھاؤ۔ مگر کسی چیز کی کثرت نہ کرو - اسراف اور زیادہ خوری سے بچو - اور جو کچھ میسّر ہو اس سے خلقِ خدا کی مدد کرو +

۴- اپنے گلی کوچہ کو - اپنے مکان کو - بدن کو اور کپڑوں کو صاف رکھو - غسل اور مسواک کی عادت ڈالو - شرک سے بچو - خودکُشی نہ کرو - اولاد کی پرورش کرو - بُت پرستی و قمار بازی اور شگون لینے سے پرہیز کرو - یہ سب پلید اور شیطانی کام ہیں - دیکھ بھال کر چلو - نہ بہت آہستہ چلو اور نہ

Marfat.com

بہت تیز چلو۔ بلکہ میانہ روی کو نگاہ میں رکھو
سفر کرو۔ تو اس کا پہلے سے انتظام کر لو
تاکہ گداگری کی نوبت نہ آئے۔ جب کسی
کے گھر میں جاؤ۔ تو پہلے اجازت لے لو۔
اگر مالکِ خانہ تمہیں اجازت دے۔ تو
جاؤ۔ ورنہ واپس ہو جاؤ۔ جب داخل ہو۔ تو
پہلے السّلام علیکم کہو۔ اگر کسی مجلس میں
تمہیں کہا جائے۔ کہ کشادہ ہو کر بیٹھو۔ یعنی
دوسروں کو جگہ دو۔ تو جلدی جگہ کشادہ کرو
تاکہ دوسرے بھی بیٹھ جائیں۔ اور اگر کہا
جائے کہ اُٹھ جاؤ۔ تو بغیر چون و چرا کے
اُٹھ جاؤ۔ جب بیٹھو تو اپنے مرتبے کو
نگاہ میں رکھو۔ جب بات کرو۔ تو موقع و محل
کی بات کرو۔ نہ بہت اُونچا بولو نہ آہستہ۔
اوّل سوچو پھر بولو۔ نیّت نیک رکھو۔
طعنہ اور گالی گلوچ نہ کرو۔ غیبت اور چُغلی
سے بچو۔ اور کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگاؤ۔

Marfat.com

۵۔ غرض یہ قرآن کی پہلی اصلاح ہے۔ جس میں انسان کی طبعی حالتوں کو انسانیت کے لوازم اور تہذیب کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یہ اعلےٰ اخلاق نہیں۔ بلکہ محض انسانیت کے ظاہری آداب ہیں۔ جن کے بغیر انسان کا انسان کہلانا مشکل ہی نہیں۔ بلکہ محال ہے۔ آنحضرتؐ نے عرب کے وحشی لوگوں کو سب سے پہلے انسانیت کے یہی آداب سکھلا کر ان کو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا تھا ۔

سوالات

۱۔ انسان کے لئے سب سے پہلے کونسی تعلیم کی ضرورت ہے
۲۔ ادب کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا فائدہ ہے ؟
۳۔ کون کونسی عورتیں انسان کے لئے حرام ہیں ؟
۴۔ کون کونسی چیزیں قرآن کریم نے انسان کے لئے حرام اور کون کونسی چیزیں حلال قرار دی ہیں ؟
۵۔ علاوہ انکے اور کن کن آداب کی قرآن پاک میں تعلیم دی گئی ہے ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۱۷

انسان کی اخلاقی حالتیں

ترکِ شر۔ بدی کا چھوڑنا ؛ ایصالِ خیر۔ نیکی کا حاصل کرنا ؛
اخلاقِ فاضلہ۔ اعلےٰ عادات ؛ ایتاءِ ذی القربیٰ۔ رشتہ داروں کو دینا
تقریب۔ موقع۔ ہنگامہ ؛ تحریک۔ حرکت دینا ؛
رفق۔ نرمی۔ حلم ؛ عفو۔ درگزر۔ معافی ؛
عفّت۔ پارسائی۔ پرہیزگاری ؛ نامحرم۔ جسکے ساتھ نکاح جائز نہ ہو۔

۱۔ قرآنی اصلاح کا دوسرا حصّہ انسان کی اخلاقی حالتوں کی اصلاح ہے۔ جس سے انسان کی طبعی حالتوں کو عقل کے ماتحت کر کے اخلاقِ فاضلہ تک پہنچایا جاتا ہے۔ اخلاق کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل وہ جن کے ذریعے ترکِ شر پر انسان قادر ہوتا ہے۔ تاکہ اس کے اعضاء اور اس کی طاقت سے کسی

Marfat.com

دوسرے کی جان و مال اور عزّت کو نقصان نہ پہنچے۔ دوسرے وہ جن کے ذریعے انسان ایصالِ خیر پر قادر ہوتا ہے۔ تاکہ اپنے اعضاء اور اپنی طاقت سے دوسروں کے جان و مال اور عزّت کو فائدہ پہنچائے ؛

۲۔ اخلاق جو ترکِ شر کے لئے خدا نے مقرر فرمائے ہیں۔ وہ چار ہیں۔ اوّل عفّت جس سے مراد وہ پاکدامنی ہے۔ جو مرد و عورت کی قوتِ تناسل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے جس سے پاک رہنے کا خدا نے یہ علاج بتایا ہے۔ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچاؤ۔ خوابیدہ نگاہ کی عادت نہ ڈالو۔ کانوں سے نامحرموں کی آوازیں نہ سنو۔ حُسن و عشق کے قصے سُننے سے پرہیز کرو۔ اپنے زینت کے اعضاء کو غیر محرم پر نہ کھولو۔ ایسی تقریبوں میں نہ جاؤ۔ جہاں شہوت کی تحریک کا اندیشہ ہو۔ نکاح میسر

Marfat.com

نہ ہو۔ تو روزہ رکھو ؎

۳۔ ترکِ شر کے لئے دوسرا خلق دیانت داری ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بچہ اپنی ماں کے سوا غیر عورت کے دودھ سے نفرت کرتا ہے۔ اسی طرح انسان غیر کے مال سے سچی نفرت اور کراہت کرے۔ خیانت اور بد نیتی سے دوسروں کے مال پر قبضہ کرکے ان کو ایذا نہ پہنچائے۔ تیسری قسم ترکِ شر کی ... کاری ہے۔ جس کا مطلب بے شر ہونا اور دوسروں کو ایذا نہ پہنچانا ہے چوتھی قسم ترکِ شر کی رفق ہے۔ جو کشادہ روئی کے طبعی جذبہ کو موقع اور محل پر استعمال کرنے سے حاصل ہوتی ہے ؎

۴۔ اب جو اخلاق ایصالِ خیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں پہلا خلق عفو ہے۔ جس کے معنے گناہ بخشنے کے ہیں۔ جس میں ایصالِ خیر یہ ہے۔ کہ جو گناہ کرتا ہے۔ وہ

Marfat.com

دوسرے کو ضرر پہنچاتا اور خود ضرر کا مستحق ہوتا ہے۔ پس اگر اس کے معاف کرنے میں کسی شر کے پیدا ہونے کا احتمال نہ ہو۔ تو اس کا بخش دینا اس کے حق میں ایصالِ خیر ہے اور اس با موقع عفو کی انسان ضرور جزا پائے گا اسی طرح ایصالِ خیر میں دوسرا خلق عدل تیسرا احسان اور چوتھا ایتاء ذی القربیٰ ہے۔ نیکی کے مقابلے پر نیکی کرنا عدل اور بغیر نیکی کے نیکی کرنا یا مقدار سے بڑھ کر نیکی کرنا احسان اور قربیٰ کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرنا ایتاء ذی القربیٰ ہے ؛

۵۔ انسان کے تمام طبعی جذبات محبت ۔ نفرت شجاعت ۔ سخاوت ۔ حرص ۔ شوق اور غم و غصہ وغیرہ اپنی ذات میں نہ اچھے ہیں نہ برے بلکہ ان کا اچھا یا برا ہونا ان کے بر موقع استعمال کرنے پر ہے ۔ جو انسان اپنے تمام طبعی جذبات کو عقل اور ارادہ کی تدبیر سے موقع اور محل

Marfat.com

کے مطابق استعمال کرتا ہے - اور اس کے ذریعے کامل الصفات ہو کر اپنی پیدائش کی اصل غرض میں عبد ہونے کی توفیق حاصل کرتا ہے وہ با اخلاق ہے ⁂

سوالات

۱- ادبی تعلیم کے بعد انسان کے لئے اور کس چیز کی ضرورت ہے ؟

۲- اخلاق کی کون سی دو قسمیں ہیں - اور ان کا کیا مطلب ہے ؟

۳- خدا تعالےٰ نے ترکِ شر کے لئے کون سے چار بڑے اخلاق مقرر فرمائے ہیں ؟

۴- ایصالِ خیر کے لئے کون سے چار بڑے اخلاق ہیں اور کیوں ؟

۵ با اخلاق انسان کون سمجھا جاتا ہے ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۱۸

انسان کی روحانی حالتیں

دارالاسباب ۔ اسباب کا گھر ۔ دنیا ✣	صراطِ مستقیم ۔ سیدھا راستہ ✣
استقامت ۔ مضبوطی ۔ پختگی ✣	معرفت ۔ شناخت ۔ پہچان ✣
سرشت ۔ پیدائش ۔ فطرت ✣	منبع ۔ نکلنے کی جگہ ✣
محرک ۔ حرکت دینے والا ✣	پرتو ۔ عکس ۔ سایہ ✣
اعمال صالحہ ۔ نیک کام ✣	سفلی زندگی ۔ کمینہ زندگی ۔ ادنیٰ زندگی

۱۔ انسان کی روحانی حالتوں کا منبع نفسِ مطمئنّہ ہے ۔ جو با اخلاق انسان کو با خدا انسان بنا دیتا ہے خدا کی محبت اس کی غذا بن جاتی ہے ۔ جس سے اس کی روح نشو و نما پاتی ہے ۔ نفسِ لوّامہ کی تمام کمزوریاں دُور ہو جاتی ہیں تمام نفسانی جذبات خود بخود مُردہ ہو جاتے ہیں ۔ اور انسان کی سرشت میں ایک انقلابِ عظیم برپا

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔ وہ نیکی سے محبّت اور بدی سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کے دل میں طہارت اور پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ ہر قدم پر خدا کے زیر سایہ چلتا ہے۔ جب تیسرے درجہ پر پہنچ کر انسان کی یہ روحانی حالت ہو جاتی ہے۔ تو اس کے دل میں محبتِ الٰہی کا ایک نور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ میں ایک غیبی طاقت محسوس کرنے لگ جاتا ہے ؞

۲۔ اس روحانی حالت کے حصول کے لئے یاد رکھو کہ دنیادارالاسباب ہے۔ یہاں ہر ایک معمول کی کوئی نہ کوئی علّت ہے۔ ہر حرکت کے لئے ایک محرک اور ہر علم کے لئے ایک راہ ہے دنیا کا ہر کام قدرت کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق ہوتا ہے۔ قدرت نے ہر کام کے لئے ایک صراطِ مستقیم مقرر کر رکھی ہے۔ اگر اندھیری کوٹھڑی میں روشنی کی ضرورت ہے

Marfat.com

تو اس کی صراطِ مستقیم یہی ہے - کہ آفتاب کی طرف سے کھڑکی کھول دیں - جس سے آفتاب کی روشنی اندر آ کر کوٹھڑی کو روشن کر دے گی - اسی طرح معرفتِ الہٰی کے حصول کے لئے بھی ایک صراطِ مستقیم ہے - اور وہ یہ کہ انسان اپنی زندگی اور اس کی تمام قوتوں کو خدا تعالےٰ کی راہ میں وقف کر کے پھر خدا تعالےٰ کے وصال کے لئے اس سے دعا کرے - اور بہترین دعا اس کے لئے سورۂ فاتحہ ہے - جو لوگ اعلیٰ ہمت اور صدق دل کے ساتھ اس دعا کی معرفت خدا کو ڈھونڈتے ہیں وہ یقیناً خدا کی پاک معرفت کے پیالوں سے سیراب ہو جاتے ہیں +

۳ - جب تک ہم خود نہ مریں - زندہ خدا نہیں مل سکتا - ہم اندھے ہیں - جب تک غیر کے دیکھنے سے اندھے نہ ہو جائیں - ہم مُردہ ہیں جب تک خدا کے ہاتھ میں مردہ کی طرح نہ

Marfat.com

ہو جائیں ۔ جب ہم ماسوی اللہ سے منہ موڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوں گے ۔ تو ہمیں پوری استقامت حاصل ہو گی ۔ ہمارے نفس کے تمام پُرزے اور ہمارے وجود کی تمام قوتیں اس کی طرف لگ جائیں گی ۔ جب انسان کی محبت اس درجے تک پہنچ جاتی ہے ۔ تو اس کا مرنا اور جینا سب اللہ ہی کے لئے ہو جاتا ہے ۔ تب خدا بھی اپنی محبت کا پرتو اس پر ڈالتا ہے ۔ ان دونو محبتوں کے ملنے سے انسان کے اندر ایک نُور پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور اس نُور کی وجہ سے وہ زمینی انسان آسمانی ہو جاتا ہے ۔ اس کا دل خانۂ خدا بن جاتا ہے ۔ جس سے وہ انسان اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پا کر نیا انسان بن جاتا ہے ۔ اور وہ اس کے لئے نیا خدا بن جاتا ہے ۔ اور نئی عادتیں اور نئی سُنّتیں ظہور میں لاتا ہے ۔ اس وقت انسان راضی بہ رضا ہو کر اپنے تمام دُکھوں

Marfat.com

سے نجات پاتا ہے ۔

۴۔ ایسا انسان طاعت خالق اور طاعت مخلوق کو ہی اپنے وجود کا اصل مقصد سمجھتا ہے ۔ اور اپنی فرمانبرداری کے آئینے میں اپنے محبوبِ حقیقی کو دیکھتا ہے ۔ اس کا ارادہ خدا کے ارادے کے ہم رنگ ہو جاتا ہے ۔ اعمالِ صالحہ کے بجا لانے میں اسے شوق اور لذت محسوس ہوتی ہے ۔ اور وہ اپنے آپ کو بہشت میں سمجھتا ہے ۔ اس کا ایمان اس کے لئے خوشگوار باغ اور اعمالِ صالحہ بہتی ہوئی نہریں بن جاتی ہیں ۔

۵۔ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ اسلام ہے ۔ اسلام کیا ہے ۔ اسلام وہ جلتی ہوئی آگ ہے ۔ جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر سچے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان ہمارا مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے ۔ اس وقت ہماری تمام روحانی قوتیں خدا

Marfat.com

سے یوں پیوند ہو جاتی ہیں - جیسے ایک رشتہ دوسرے رشتے سے مل جاتا ہے - اور اس پیوند کے بعد ہمارے اندر سے بجلی کی طرح ایک آگ نکلتی ہے - اور دوسری آگ اوپر سے اُترتی ہے ان دونو شعلوں کے ملنے سے غیر اللہ کی تمام محبت بھسم ہو جاتی ہے - نفسانی جذبات کو موت آجاتی ہے - ہم از سرِ نو دعا سے زندہ ہو جاتے ہیں - اس وقت انسان کے تمام اعضاء گویا خدا کے اعضاء بن جاتے ہیں - مگر چاہنے والے بہت اور پانے والے کم ہیں ❖

سوالات

۱ - اخلاقی اصلاح کے بعد تیسرا مرحلہ انسان کے لئے کونسا ہے؟

۲ - روحانی حالت کے حصول کے لئے انسان کو کیا کرنا چاہیئے ؟

۳ - معرفتِ الٰہی کے حصول کی صراطِ مستقیم کون سی ہے ؟

۴ - انسان راضی بہ رضاء ہو کر تمام دُکھوں سے کس طرح بخات پا سکتا ہے

۵ - خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ کونسا ہے - اور کیوں ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۱۹

انسان کی فطرت

علت - سبب - وجہ ۔ معلول - جس کا سبب بیان کیا گیا ہو ۔
افراط - زیادتی ۔ تفریط - کمی ۔
توحید - خدا تعالےٰ کو ایک جاننا ۔ معرفت - شناخت - پہچان ۔
فطرت - پیدائش - نیچر ۔ مراتب - جمع مرتبہ کی - درجے ۔
منجملہ - ان سب میں سے ۔ جامع - جمع کرنے والا ۔

۱ - منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے ایک برتر ہستی کی تلاش بھی ہے - جو اس کی فطرت میں شامل ہے جس کی تلاش اندر ہی اندر انسان کے دل میں موجود ہے - اور اس تلاش کا اثر اسی وقت ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے - جب بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے - اس روحانی خاصیت کی وجہ سے سب سے پہلے وہ اپنی

Marfat.com

ماں کی طرف جھکتا ہے ۔ جوں جوں اس کے حواس ترقی کرتے ہیں ۔ اسی قدر ماں کی محبت بھی اس کے دل میں مضبوط ہوتی جاتی ہے۔ ماں کی یہ محبت درحقیقت وہی کشش ہے۔ جو معبودِ حقیقی کے لئے بچے کی فطرت میں رکھی گئی ہے ۔ بلکہ انسان کا ہر ایک تعلق ہر ایک محبت اور ہر ایک عشق در اصل اس محبت کا عکس ہے ۔ اسی طرح انسان کا بیوی اولاد اور مال وغیرہ سے محبت کرنا بھی در اصل اس گم شدہ محبوب کی تلاش ہے ۔ جس کا اثر آگ کی طرح مخفی طور پر اس کی فطرت میں موجود ہے ۔

۲۔ چونکہ خدا تعالےٰ کی ذات با وجود روشن ہونے کے پھر بھی پوشیدہ ہے ۔ اس لئے اس کی شناخت کے لئے بھی یہ جسمانی نظام جو ہماری نظروں کے سامنے ہے ۔ کافی نہیں ہے ۔ جب تک خدا تعالےٰ اپنے موجود ہونے کو اپنے کلام

Marfat.com

سے ظاہر نہ کرے ۔ جس کا ذریعہ قرآن ہے
قرآن مجید میں خدا تعالےٰ نے انسانی اصلاح
کے تمام مراتب بیان فرما دیئے ہیں ۔ وحشیوں
کو انسانیت کے آداب سکھائے ۔ پھر انہیں اخلاقِ
فاضلہ کا سبق دے کر با اَخلاق انسان بنا دیا
اور با اَخلاق انسان کو با خدا انسان بنا کر
دکھا دیا ۔

۳۔ قرآن مجید تمام دینی تعلیم کا جامع ہے ۔ اس
نے خدا کی معرفت کے دو بڑے طریق بتائے
ہیں ۔ عقلی اور روحانی ۔ بذریعہ عقل یوں کہ
اس دُنیا کے وسیع کارخانے کا چلانے والا کوئی
ضرور ہے ۔ ہر ایک علّت کا کوئی معلول ہے
تمام موجودات علّت و معلول کے سلسلے میں
مربوط ہے ۔ اور علّت و معلول کا لامتناہی
سلسلہ آخر خدا تعالےٰ پر ہی جا کر ختم ہوتا
ہے ۔ دُنیا کی باقی چیزیں مخلوق اور فانی ہیں
مگر وہ خالق اور ہمیشہ کے لئے باقی ہے ۔ اور

Marfat.com

روحانی طریق یوں کہ انسان اس کے حسن و احسان کا تصوّر کرے۔ ماسوا اللہ سے اپنے دل کو پاک کرے۔ خدا کی صفات کو اپنے اندر جذب کر کے اس کا حقیقی نقش قبول کرے۔

۴۔ خدا کی توحید کو صحیح ماننا اور اس میں کمی زیادتی نہ کرنا وہ عدل ہے۔ جو انسان خدا تعالیٰ کے حق میں بجا لاتا ہے۔ خدا نے تمام اخلاق کو افراط اور تفریط سے بچایا ہے۔ اور ہر ایک خلق کو اسی وقت کے نام سے تعبیر کیا ہے جبکہ وہ افراط اور تفریط کے درمیان ہو۔ جو عادت انسان کو اوسط کی طرف کھینچتی ہے وہ اخلاقِ فاضلہ کا موجب ہوتی ہے۔ محل اور موقع کا پہچاننا وسط ہے۔ نیکی اور حکمت کا انحصار وسط پر ہے۔ اور وسط کا موقع بینی پر۔ خدا شناسی کے بارے میں وسط کی تعلیم یہ ہے۔ کہ نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف انسان جھک جائے۔ اور نہ ہی خدا کو

Marfat.com

جسمانی چیزوں کے مشابہ قرار دے ۔ مثلاً خدا دیکھتا ۔ سُنتا اور بولتا ہے ۔ مگر اس کی ذات و صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں ‡

۵۔ اسلام کی تعلیم میانہ روی کی تعلیم ہے ۔ سورۂ فاتحہ میں میانہ روی کی ہدایت فرمائی ہے ۔ توریت میں انتظامی امور پر زور ہے ۔ اور انجیل میں عفو اور درگزر پر ۔ مگر اس امّت کو موقع شناسی اور وسط کی تعلیم دی ہے ۔ جیسا کہ فرمایا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا یعنی ہم نے تمہیں وسط پر عمل کرنے والے بنایا ۔ مبارک ہیں ۔ وہ لوگ جو وسط پر چلتے ہیں ‡

سوالات

۱۔ خدا کی محبت کا اثر انسان کی فطرت میں کس طرح مخفی رکھا گیا ہے ؟

۲۔ خدا کی شناخت کا سب سے بڑا ذریعہ کونسا ہے اور کیوں ؟

۳۔ قرآن کریم نے خدا کی معرفت کے کون سے دو طریق بتلائے ہیں ؟

۴۔ وسط کسے کہتے ہیں ۔ اور اس کی کیا ضرورت ہے ؟

۵۔ خداشناسی کے بارے میں وسط کی تعلیم کیا ہے ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۲۰

انسان کا مقصود

معرفت ۔ شناخت ۔ پہچان + عرفان ۔ خدا کی معرفت +

مجاہدہ ۔ کوشش ۔ محنت + مشاہدہ ۔ دیکھ لینا +

قطب ۔ سردارِ قوم ۔ افضل ہر شے ۔ بہت بڑا بزرگ + ابدال ۔ وہ نیک لوگ جن کے وجود سے دنیا قائم ہے +

عارف ۔ خدا کی شناخت کرنے والا + استعداد ۔ لیاقت ۔ قابلیت +

تدبّر ۔ تدبیر کرنا + مترادف ۔ ہم معنی لفظ +

۱ ۔ انسان کی ایجاد اور اس کی پیدائش کی اصل غرض عرفانِ الٰہی ہے ۔ عرفان اور معرفت دو عربی لفظ ہیں ۔ جو علم کے مترادف ہیں ۔ فرق صرف یہ ہے ۔ کہ علم بغیر کوشش اور تدبیر کے بھی حاصل ہو سکتا ہے ۔ مگر عرفان کے لئے غور و فکر کی بھی ضرورت ہے ۔ گویا علم عام ہے اور

Marfat.com

عرفان خاص ہے - یا یوں کہو کہ غور و فکر اور تدبّر کے بعد خدا کی ہستی کا علم حاصل کرنا عرفان ہے - محض خدا کی صفات کو جان لینے سے انسان عارف نہیں ہو سکتا بلکہ عارف وہی شخص ہو سکتا ہے - جو خدا کو پہچانے - اور پہچاننے کا مطلب یہ ہے. کہ وہ خاص باتیں جو محض خدا تعالےٰ میں پائی جاتی ہیں - اور دوسروں میں نہیں پائی جاتیں ان کا مشاہدہ کر لے - یعنی خدا کی صفات کا علم حاصل کرنے کے بعد انسان یہ بھی جان لے - کہ یہ صفات جس ہستی میں پائی جاتی ہیں- وہ فلاں ہے - اور خدا کی صفات کا علم حاصل کرنے کے بغیر اس کی معرفت میں کوشش کرنا ایسا ہے - جیسے اندھیرے میں کسی ایسی غیر معلوم چیز کی تلاش کے لئے ہاتھ پاؤں مارا جائے - جس کی صفات کا بھی علم نہ ہو- بغیر صفات کا علم حاصل کئے اوّل تو خدا

Marfat.com

مل ہی نہیں سکتا ۔ اور اگر مل بھی جائے۔ تو یہ کیسے معلوم ہو۔ کہ یہ واقعی خدا ہے ۔

۲۔ معرفت الٰہی کا تعلق قلب سے ہے ۔ اس کی حقیقت لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ یہ ایک علمی استعداد اور قلبی کیفیت ہے۔ جو اس کو پا لیتا ہے ۔ اس کے لئے بھی الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے ۔ البتہ اس کے حصول کے ذرائع بتلائے جا سکتے ہیں ۔ اور ان ذرائع سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے ۔ اسے صرف وہی محسوس کر سکتا ہے ۔ جو اسے پا لیتا ہے ۔ جیسا کہ میٹھے کا ذائقہ بتلانے سے نہیں بلکہ کھانے سے ہی معلوم ہو سکتا ہے ۔

۳۔ پس عرفان کے معنے خدا کی پہچان کے ہیں ۔ اور اس کے بڑے بڑے ذرائع یہ ہیں ۔ کہ اوّل انسان خدا کی صفات کا کما حقہٗ علم حاصل کرے ۔ پھر جس ہستی میں وہ صفات پائی جاتی ہیں ۔ اس کی شناخت حاصل کرے ۔ اور

Marfat.com

اگر اس کی راہ میں کوئی دقت پیش آئے۔ تو اس کے حل کرنے کے لئے اوّل دعا کرے دوسرے کوشش کرے۔ اور تیسرے یہ کہ صحیح طریق سے کوشش کرے۔

۴۔ جو لوگ بغیر کوشش اور محنت کے عرفان حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کو نہ کبھی خدا ملتا ہے اور نہ مل سکتا ہے۔ جب کوئی معمولی چیز بھی بغیر کوشش اور محنت کے حاصل نہیں ہوتی۔ تو خدا کا عرفان بلا محنت کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس کے لئے بڑے بڑے مجاہدات کی ضرورت ہے۔ اور انسان کو اپنی عزیز سے عزیز اشیاء کی قربانی دینی پڑتی ہے

۵۔ اگر بغیر محنت کے صرف نظر ڈالنے سے یا ہاتھ سے ہاتھ ملانے سے عرفان حاصل ہو سکتا تو اس کے سب سے زیادہ مستحق خدا کے انبیاء اور ان میں سے آنحضرتؐ تھے۔ جب آپ کو بغیر محنت کے یہ درجہ نہ ملا۔ تو اور

Marfat.com

کسی شخص کی کیا مجال ہے کہ وہ ایک نظر میں لوگوں کو قطب اور ابدال بنادے۔ البتہ اس کے لئے خدا کے فضل اور اس کی توفیق کی سخت ضرورت ہے۔ جس کے ساتھ مجاہدات اور غور و فکر بھی ہو۔ علاوہ اس کے کامل علم کا بھی پورا ساتھ ہو۔ تب جاکر عرفان حاصل ہو سکتا ہے۔ باقی رہا خدا کی ذات سو اس کی کُنہ نہ آج تک کوئی پا سکا اور نہ پا سکتا ہے۔

سوالات

۱۔ عرفان حاصل کرنا انسان کے لئے کیوں ضروری ہے؟

۲۔ علم اور عرفان میں تم کیا فرق سمجھتے ہو؟

۳ عرفانِ الہٰی کے لئے خدا کی صفات کا علم حاصل کرنا کیوں ضروری ہے؟

۴۔ عرفان الہٰی کے بڑے بڑے ذرائع کیا کیا ہیں؟

۵ عرفان الہٰی کے لئے اور کن کن چیزوں کی ضرورت ہے؟

Marfat.com

سبق نمبر ۲۱

انسان کی کوشش

مشارکت ۔ شریک ہونا ۔ ساجھی ہونا ۔ مماثلت ۔ مانند ہونا ۔ مشابہ ہونا ۔
مناسبت ۔ تعلق ہونا ۔ مشابہ ہونا ۔ مستحضر ۔ حاضر ہونے والا ۔
مظہر ۔ ظاہر ہونے کی جگہ ۔ مفہوم ۔ سمجھا گیا ۔ مطلب ۔ مقصد ۔
پروردگار ۔ پالنے والا ۔ خدا تعالیٰ کا صفاتی نام ہے ۔ مرتب ۔ رتبہ ۔ درجہ ۔
تفصیل ۔ کھول کر بیان کرنا ۔ فوٹو ۔ تصویر ۔ عکس ۔

۱ ۔ معرفت الٰہی حاصل کرنے کے لئے چونکہ خدا کی صفات کا اپنے اندر پیدا کرنا ضروری ہے لہٰذا اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی صفات کے حاصل کرنے کا طریق کیا ہے ۔ سو اس کے لئے سب سے پہلے ان صفات کا علم حاصل کرنا ضروری ہے اور وہ علم بھی ایسا پختہ اور کامل علم ہو ۔ جس سے اس کی صفات

Marfat.com

ہر وقت انسان کے ذہن میں حاضر رہیں۔ جب اس کی صفات ذہن میں پوری طرح مستحضر ہو جائیں۔ تو پھر ان صفات کے مفہوم سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ تاکہ اعمال پر ان کا اثر ہو۔ اور ان کے ذریعے ذہن میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو۔ کیونکہ نرے معنے جاننے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جس طرح شاۃ کے معنے بکری جان لینے سے کوئی اثر نہیں جب تک کہ بکری کے متعلق ذہن میں ایک خاص کیفیت پیدا نہ ہو کہ وہ ایسی ویسی ہوتی ہے۔ اسی طرح رب کے معنے پروردگار معلوم کرنے سے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچتا جب تک کہ پروردگار کے مفہوم کی ایک خاص کیفیت انسان کے ذہن میں پیدا نہ ہو۔ پس اس وقت تک اس کے معنے دل پر نقش نہیں ہو سکتے۔ اور جب تک نقش نہ ہوں۔ اس وقت تک ان سے کامل فائدہ حاصل نہیں ہوتا

Marfat.com

۲۔ پس سب سے پہلے خدا کے نام اور اس کی صفات معلوم کرو۔ پھر ان کے معنے یاد کرو۔ اور ان پر یہاں تک حاوی ہو جاؤ کہ زبان پر آتے ہی ان کے متعلق ایک خاص کیفیت قلب میں پیدا ہو جائے۔ مثلاً رحمٰن کے معنے ہیں۔ بغیر محنت کے انعام کرنے والا۔ پس جس وقت یہ الفاظ انسان کی زبان پر جاری ہوں۔ اس وقت صرف یہ نہ ہو۔ کہ اس کے دل میں صرف بنا بنایا فقرہ آجائے۔ بلکہ اس کا مفہوم یعنی اللہ تعالےٰ کے وہ احسانات جو بغیر محنت کے ہوتے ہیں بجلی کی طرح اس کے دل کی آنکھوں کے سامنے سے گزر جائیں۔ اور اس صفت کا پورا فوٹو اس کے سامنے آجائے جسے یہ بات حاصل نہ ہو وہ خود غور و فکر کرکے یہ کیفیت اپنے اندر پیدا کرے جب تک یہ نہ ہو اس کی صفات کے

Marfat.com

علم سے پورا فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔

۳۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ خدا کی صفات کے معنے جاننے کے بعد پھر ان کی تفصیل کرو۔ تاکہ اس صفت کی کیفیت پوری طرح دل میں بیٹھ جائے اور جب تک یہ بات حاصل نہ ہو اس وقت تک اس کی تفصیل کو باقاعدہ جاری رکھو۔ جس کا مدار تدبّر پر ہے۔ جب خدا کی صفات کا پورا علم ہو جائے گا تو نیکی اور بدی کا علم خود بخود ہو جائیگا کیونکہ ان صفات کو اختیار کرنے اور ان کے مطابق کام کرنا ہی نیکی اور ان کو ترک کرنے اور ان کے خلاف کام کرنا بدی ہے جو لوگ نیکی کے اس مفہوم سے آگاہ نہیں ہوتے ان کے لئے نیکی کرنا اور بدی سے بچنا ناممکن ہے اور جب یہ نہ ہو تو معرفت کا حاصل کرنا بعید از قیاس ہے۔

۴۔ پس معرفت الٰہی حاصل کرنے کے لئے اس کی

Marfat.com

صفات کا اپنے اندر پیدا کرنا ضروری ہے۔ جب تک ایسا نہ ہو۔ انسان خدا کا مظہر نہیں بن سکتا اور جس قدر صفاتِ الٰہیہ کا پرتو انسان پر زیادہ ہوگا۔ اسی قدر صفاتِ الٰہیہ کا مشاہدہ کرتا رہے گا اور جب انسان خدا کی تمام صفات کو جو بندے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اپنے اندر جذب کر لے تو اس میں اور خدا میں مشارکت پیدا ہو کر اس کے لئے خدا کا ملنا آسان ہو جائے گا :

۵۔ کیونکہ معرفت کے معنے خدا کا پتہ لگانے کے ہیں۔ اور پتہ لگانے کا مطلب اگر دوسری چیزوں کی طرح اپنے سامنے خدا کو پا لینا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان میں بھی وہ باتیں ہوں۔ جو خدا میں پائی جاتی ہیں وجہ یہ کہ ہمارے مادی اعضاء صرف مادی اشیاء کو ہی دیکھ سکتے ہیں۔ اور جتنا مادہ کسی چیز میں کم ہوتا ہے۔ اتنی ہی وہ کم محسوس ہوتی ہے۔ اور دو چیزوں میں جب مشارکت

Marfat.com

نہ ہو۔ تو ان کا آپس میں تعلق پیدا ہونا بھی نا ممکن ہے۔ طوطے میں گو زبان کی مشارکت ہے مگر عقل کی مشارکت نہیں۔ اس لئے وہ آواز کی مشارکت تو کر سکتا ہے۔ مگر کسی بات کو سمجھ نہیں سکتا۔ پس عرفان الہٰی حاصل کرنے کے لئے مشارکت اور مناسبت کا ہونا ضروری ہے اور خدا سے مشارکت کا پیدا کرنا اس کی صفات کا اپنے اندر جذب کرنا ہے اور اس کی صفات کے جذب کرنے سے اگرچہ انسان خدا کی طرح تو نہیں کر سکتا۔ مگر تخلّقوا با خلاق اللہ کی مدد سے خدا کو دیکھ ضرور سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی ذات کی کُنہ کو تو کوئی سمجھ نہیں سکتا جب سمجھ نہیں سکتا۔ تو اس کی مماثلت بھی اختیار نہیں کر سکتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خدا کی ذات کو تو دوسری چیزوں کی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ البتہ اس کے اخلاق یعنی صفات کے اپنے اندر جذب کرنے سے اس کا تصوّر ضرور حاصل کر سکتا ہے

Marfat.com

سوالات

۱۔ خدا کی معرفت کے حصول کے لئے اس کی صفات کا اپنے اندر جاذب کرنا کیوں ضروری ہے؟

۲۔ خدا کی صفات کے جذب کرنے کا بہترین طریق کیا ہے؟

۳۔ خدا کی صفات کا مکمل علم انسان کیسے حاصل کر سکتا ہے؟

۴۔ نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کا بہترین طریق کیا ہے؟

۵۔ معرفتِ الٰہی کا دراصل تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟

Marfat.com

سبق نمبر ۲۲

انسان کا سفر

نطفہ۔ انسانی پیدائش کا بیج۔ قطرہ۔ | علقہ۔ منجمد خون کا لوتھڑا۔

مُضغہ۔ گوشت کا لوتھڑا۔ | خشوع۔ نرمی۔ خوفِ خدا سے دل میں رقت پیدا ہو

لغویات۔ فضول باتیں۔ | بذل مال۔ مال کا خرچ کرنا۔

سعیدالفطرت۔ جو پیدائش سے ہی نیک ہو | تقویٰ۔ پرہیزگاری۔ خدا تعالیٰ سے ڈرنا۔

اخلاقِ رذیلہ۔ بُرے کام | خلقِ آخر۔ آخری پیدائش۔ حیاتِ ابدی۔

۱۔ جب انسان خدا تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا تعالےٰ بھی اسی دم اس کی طرف رجوع شروع کر دیتا ہے۔ جس طرح انسان کے جسمانی وجود کی تکمیل کے لئے اس کے جسمانی تخم کو نُطفہ۔ علقہ مُضغہ۔ ہڈیوں کا ڈھانچہ۔ گوشت پوست اور ادخال رُوح وغیرہ چھ مرحلے طے کرنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح انسان کے جسمانی وجود کی تکمیل کے لئے بھی

Marfat.com

اس کے بیچ روحانی کو خشوع۔ ترکِ لغویات۔ بذلِ مال۔ ترکِ شہوت۔ حصولِ تقویٰ اور خلقِ آخر وغیرہ چھ مختلف منازل سے گذرنا پڑتا ہے۔

۲۔ سب سے پہلے ایک سعید الفطرت شخص کے نفس کو جو خدا تعالےٰ کی طرف اس کی طلب میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے۔ وہ خدا کے لئے خشوع۔ فروتنی اور انکسار ہے۔ اور اس کے مقابل اخلاقِ رذیلہ۔ تکبّر۔ عجب۔ لاپرواہی اور بے نیازی ہیں۔ جو اس کے خوف سے چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ ایک ہی وقت دو ضدیں انسان کے دل میں جمع نہیں ہوسکتیں جب تک انسان اخلاقِ رذیلہ کو نہ چھوڑے اخلاقِ فاضلہ کو جو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں نہیں پا سکتا۔ گویا مومن کا تکبّر و عجب سے کنارہ کش کرکے نماز میں خشوع کی سیرت اختیار کرنا خدا سے تعلق پکڑنے کے لئے مستعد

Marfat.com

اور تیار ہونا ہے ؛

۳۔ تعلق باللہ کی تیاری کے بعد پھر دوسری منزل انسان کے لئے ترکِ لغویات ہے۔ کیونکہ جو شخص لغو خیالات اور لغو تعلقات کو جو گناہ بے لذّت ہیں۔ خدا کے لئے ترک نہ کرسکے اس وقت تک وہ ان چیزوں کو ترک نہیں کرسکتا۔ جو نفس کے لئے باعثِ لذّت اور جن کا ترک کرنا نفس کے لئے بھاری ہے۔ پس پہلا درجہ ترکِ تکبّر اور دوسرا درجہ ترکِ لغویات ہے۔ پہلا تعلق باللہ کی تیاری اور دوسرا اللہ سے تعلق کا موجب ہے ؛

۴۔ انسان کی تیسری منزل بدل مال ہے۔ کیونکہ جب انسان اپنا محنت سے کمایا ہوا عزیز مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو بُخل کی پلیدی سے نجات پاکر اس کا ایمان پہلے سے زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے اور خدائے واحد سے اس کا

Marfat.com

تعلق بہ نسبت پہلے کے بڑھ جاتا ہے +

۵ - انسان کی چوتھی منزل ترک شہوات ہے۔ کیونکہ جب انسان اپنے مال سے بھی زیادہ عزیز چیز شہوات نفسانیہ کو جن کا تعلق نفس سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور جن کا چھوڑنا نفس پر زیادہ بھاری ہے خدا کے لئے چھوڑ دیتا ہے تو خدا تعالیٰ سے اس کا تعلق اور بھی مضبوط ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی چیز انسان خدا کی راہ میں کھوتا ہے تو اس سے بہتر چیز پالیتا ہے۔

۶ - پانچویں منزل انسان کی حصول تقویٰ ہے۔ کیونکہ جب انسان شہوات نفسانیہ کو ترک کرکے بذلِ نفس کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے اور اپنے نفس اپنے مال اور اپنی تمام چیزوں کو خدا کی امانت سمجھ کر ان کے ساتھ اتنا ہی تعلق رکھتا ہے جتنا کہ امانت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اپنی تمام جسمانی و نفسانی قوتوں کو منشاء ایزدی کے مطابق استعمال کرکے تقویٰ کی باریک در باریک

Marfat.com

راہوں پر قدم مارنے لگتا ہے۔ تو اس کا ایمان اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور خدا کے انوار الٰہیہ کا روحانی لباس حاصل کرلیتا ہے

۷۔ انسان کی آخری اور چھٹی منزل خلق آخر کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ کیونکہ جب وقت انسان اپنی تمام قوتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کردیتا ہے تو اس کی محبت ذاتیہ خدا کی محبت ذاتیہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کو ایک نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اس وقت وہ طبعی جوش اور عاشقانہ خروش کے ساتھ اس کی یاد میں محو ہو جاتا ہے۔ اور خدا کا حقیقی محبوب بن جاتا ہے۔ اور اپنی ایجاد کے اصلی مقصد کو پورا کردیتا ہے ؎

۸۔ ایمان کے لئے خشوع کی حالت مثل بیج کے ہے پھر لغو باتوں کے چھوڑنے سے ایمان اپنا نرم نرم سبزہ نکالتا ہے۔ پھر اپنا مال بطور

Marfat.com

زکوٰۃ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے ایمانی درخت کی ٹہنیاں نکل آتی ہیں۔ جو اس کو کسی قدر مضبوط کر دیتی ہیں۔ پھر شہواتِ نفسانیہ کا مقابلہ کرنے سے ان ٹہنیوں میں پوری طرح مضبوطی اور سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم رکھنے سے ایمان کا درخت اپنے مضبوط تنے پر کھڑا ہو جاتا ہے پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نئی طاقت کا فیضان ہوتا ہے۔ جس سے وہ پھل دینے لگ جاتا ہے۔ اور وہی طاقت روحانی پیدائش میں خلق آخر کہلاتی ہے ؂

Marfat.com

سوالات

۱۔ انسان کا جسمانی وجود کون سی چھ منازل میں سے گزر کر مکمل ہوتا ہے؟

۲۔ انسان کا روحانی وجود کون سی چھ منازل میں سے گزر کر پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے؟

۳۔ انسان کو اپنی ہر ایک روحانی منزل پر کون کون سی چیزیں ترک کرنی پڑتی ہیں؟

۴۔ انسان کے وجود کا روحانی درخت کیونکر مکمل ہوتا ہے؟

۵۔ خلق آخر سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟

Marfat.com

سبق نمبر ۲۲

انسان کی پہلی منزل

رِحم ۔ عورت کا بچہ دان ۔
رحیم ۔ رحم کرنے والا ۔ مہربان ۔ خدا تعالےٰ کا صفاتی نام ہے

رحمانیّت ۔ خدا تعالےٰ کی صفتِ رحمٰن کا ظہور ۔
رحیمیّت ۔ خدا کی صفتِ رحیم کا ظہور ۔

خشوع ۔ عاجزی ۔ فروتنی ۔ گڑگڑانا ۔ خوف ۔
خضوع ۔ عاجزی کرنا ۔ گڑگڑانا وغیرہ ۔

سوز و گداز ۔ نرمی ۔ رقّت ۔
وابستہ ۔ متعلّق ۔ تعلّق رکھنے والا ۔

اشتراک ۔ ملا ہوا ۔ سانجھ ۔
استعداد ۔ لیاقت ۔ قابلیّت ۔

۱ ۔ جس طرح انسان کے جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ نُطفہ ہے ۔ اسی طرح انسان کے روحانی وجود کا پہلا مرتبہ خشوع ہے ۔ جس طرح جماع میں انزال نطفہ کے وقت انسان کو لذّت محسوس ہوتی ہے ۔ اسی طرح یادِ الٰہی اور نماز کے وقت خشوع میں بھی مومن کو ذوق اور لذّت حاصل ہوتی ہے ۔ جس طرح نُطفہ کا انزال

بھی ایک قسم کا رونا اور رقّت ہے۔ اسی طرح خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونا اور گریہ وزاری ہے۔ نطفہ جیسے اچھل کر انزال پکڑتا ہے۔ اسی طرح خشوع کی حالت میں بھی رونا آنکھوں سے اُچھلتا ہے۔ نطفہ جب اپنی بیوی کے اندامِ نہانی میں نازل ہوتا ہے۔ تو اس سے بھی لذّت محسوس ہوتی ہے۔ جو حلال ہے اور وہی نطفہ جب کسی غیر عورت کے اندامِ نہانی میں گرتا ہے۔ تو اس سے بھی وہی لذّت حاصل ہوتی ہے۔ جو حرام ہے۔ اسی طرح جب خدا کی عبادت میں خشوع اختیار کیا جائے۔ تو اس کی لذّت اور سوز و گداز حلال ہے۔ جب بُت پرستی یا مخلوق پرستی میں وہی خشوع اختیار کیا جائے۔ تو اس کی لذّت اور سوز و گداز حرام ہے۔ اور وہ لذّت حرام کاری کے جماع سے مشابہ ہوتی ہے ؂

Marfat.com

۲۔ نطفہ در اصل انسان کی تمام جسمانی قوتوں کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح خشوع انسان کی روحانی قوتوں کا مجموعہ ہے۔ جس طرح نطفہ انسان کے جسمانی وجود کا ایک بیج ہے۔ اسی طرح خشوع انسان کے روحانی وجود کا ایک تخم ہے۔ جس طرح انسان کی جسمانی پیدائش اس کی صفتِ رحمانیت سے تعلّق رکھتی ہے۔ اسی طرح انسان کی روحانی پیدائش خدا کی صفتِ رحمیّت کے فیضان کا نتیجہ ہوتی ہے۔ نطفہ جس طرح رحم کی کشش کا محتاج ہے۔ اسی طرح خشوع رحیم کی کشش کا محتاج ہے۔ جب تک رحم کی کشش نطفے کی دستگیری نہ کرے۔ اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اسی طرح جب تک رحیم کی کشش خشوع کی دستگیری نہ کرے۔ اس کے برباد ہونے کا امکان ہے:

۳۔ نطفے میں رحم سے تعلق پکڑنے کی استعداد ضرور ہے۔ مگر اس کے اندام مہانی میں داخل ہو کر

Marfat.com

لذّت کا احساس ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ اسے رحم سے تعلق ہو گیا ہے۔ اسی طرح خشوع میں بھی رحیم خدا سے تعلق پکڑنے کی استعداد ضرور ہے۔ مگر اس کے ذکر سے خشوع پیدا ہو کر لذت اور ذوق کا پیدا ہونا اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ تعلق ہو بھی گیا ہے۔ نطفے کی فضیلت رحم سے تعلق پکڑنے پر منحصر ہے۔ اسی طرح خشوع کی فضیلت رحیم خدا سے تعلق ہونے سے وابستہ ہے۔ دنیا میں ہزارہا نطفے کسی بیماری یا متعدی اثر کی وجہ سے رحم سے تعلق پکڑنے سے پیشتر ہی ضائع ہو گئے۔ اسی طرح ہزارہا خشوع کی حالتیں تکبر۔ عجب۔ ریا اور لغویات کے اشتراک سے رحیم خدا سے تعلق پکڑنے سے پیشتر ہی برباد ہو گئیں ❖

۴۔ پس حالت خشوع کو جو روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے۔ نطفے کی حالت سے جو جسمانی وجود کا

Marfat.com

پہلا مرتبہ ہے۔ ایک کھلی کھلی مشابہت ہے
دوسرے جہان میں بھی یہ دونو لذتیں حاصل
ہوں گی۔ مگر مشابہت یہاں اس قدر ترقی
کر جائیں گی۔ کہ ایک ہی ہو جائیں گی۔ یعنی
اس جہان میں جو شخص اپنی بیوی سے
محبّت کرے گا۔ وہ اس بات میں فرق نہیں
کر سکے گا۔ کہ وہ اپنی بیوی سے محبّت کر
رہا ہے۔ یا محبّتِ الٰہیہ کے دریائے بے پایاں
میں غوطہ لگا رہا ہے۔ اور خدا رسیدہ بندوں
میں اسی جہان میں یہ کیفیّت طاری ہو جاتی
ہے ؎

۵۔ رونے اور خشوع کی حالت طبعًا بچّے میں بھی
ہوتی ہے۔ مگر وہ شروع سے اُچھلنا کودنا
وغیرہ لغویات میں بھی مصروف رہتا ہے
اور انسانی زندگی میں فطرتًا پہلے لغویات ہی
آیا کرتے ہیں۔ جب تک وہ ان کو ترک نہ
کرے۔ سنِ بلوغ کو نہیں پہنچ سکتا سنِ بلوغ

Marfat.com

کا پہلا مرتبہ در اصل لغویات کا ہی ترک کرنا ہے ۔ اس طرح حالت خشوع و خضوع کے ساتھ بھی ابتدائی حالت میں ہر قسم کے لغو کام جمع ہو سکتے ہیں ۔ لہذا سب سے پہلا تعلق انسانی سرشت کو لغویات سے ہوتا ہے اور ان کے چھوڑنے کے بغیر انسان دوسرے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا ۔ پس محض خشوع و گریہ و زاری جو بغیر ترکِ لغویات ہو جائے فخر نہیں اور نہ یہ قربِ الٰہی اور تعلق باللہ کی علامت ہے ۔

سوالات

۱ ۔ انسان کے جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ کیا ہے ؟

۲ ۔ انسان کے روحانی وجود کا پہلا مرتبہ کیا ہے ؟

۳ ۔ نطفے اور خشوع میں کیا کیا مشابہت پائی جاتی ہے ؟

۴ ۔ رحیم اور رحم سے دراصل تم کیا مطلب سمجھتے ہو ؟

۵ ۔ خشوع کی حالت کس وقت قابلِ تعریف ہوتی ہے ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۲۴

انسان کی دوسری منزل

کیمیائی تبدیلیاں ۔ جو تبدیلیاں ایک دوسری چیز کے ساتھ مل کر واقع ہوں۔
ترکِ لغویات ۔ بے ہودہ چیزوں کا چھوڑ دینا ٭

علقہ ۔ منجمد خون کا لوتھڑا ٭
قوام ۔ چاشنی ٭

عظمتِ الٰہی ۔ خدا کی بندگی۔
سرپرست ۔ نگران ۔ ذمہ دار ٭

منجمد ۔ جما ہوا ٭
ہنوز ۔ ابھی تک ؛

احتمال ۔ شبہ ۔ شک ٭
تشبیہ ۔ مانند ۔ مثل ٭

۱۔ نطفہ جب رحم میں داخل ہو کر اس سے تعلق پیدا کر لیتا ہے ۔ تو کیمیائی تبدیلیوں سے اس کا قوام قدرے گاڑھا اور غلیظ ہو جاتا ہے اور وہ منجمد خون کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور لغو طور پر ضائع ہونے سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے ۔ رحم اس کا سرپرست بن جاتا ہے

Marfat.com

اور اس کے زیر سایہ وہ پرورش پانے لگتا ہے۔ جب رحم سے وہ اس طرح علاقہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس وقت اس کا نام علقہ ہو جاتا ہے۔ جو خدا کی رحمانیّت کا ایک دوسرا کرشمہ ہوتا ہے ؎

۲۔ اسی طرح روحانی وجود کا حال ہے۔ کہ جب انسان کا خشوع خلوص حاصل کر کے اس کے ایمان کو مضبوط کر دیتا ہے۔ تو اس وقت انسان لغو کا محل۔ لغو باتوں۔ لغو صحبتوں اور لغو تعلقات سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے۔ اور ترکِ لغویات کی وجہ سے اس کا تعلق خدائے رحیم سے ہو جاتا ہے۔ اور لغو طور پر ضائع ہونے سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے ؎

۳۔ جسمانی وجود کا پہلا نطفہ جس طرح روحانی وجود کے پہلے مرتبے خشوع سے مشابہت رکھتا ہے اسی طرح جسمانی وجود کا دوسرا مرتبہ علقہ روحانی وجود کے دوسرے مرتبے ترکِ لغویات سے ملتا ہے

Marfat.com

جس طرح نطفہ رحم سے تعلّق پکڑ کر لغو طور پر
ضائع ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح
انسان کا خشوع خدائے رحیم سے تعلّق پیدا کر کے
لغو طور پر برباد ہونے سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ
جب خدا سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ تو
لغویات سے تعلق چھوٹ جاتا ہے۔ گویا لغویات سے
دل کا ہٹا لینا خدا تعالےٰ سے دل کا لگا لینا ہے
۴۔ نطفہ اور خشوع تو انسان کے جسمانی و روحانی
وجود کے لئے بمنزلہ بیج کے ہیں۔ جس سے
ان کے ضائع ہونے کا بھی خطرہ ہے۔ مگر
جب وہ رحم اور رحیم سے علاقہ پیدا کر لیتے
ہیں۔ اور ان کی کشش ان پر اپنا اثر ڈال
دیتی ہے۔ تو لغو طور پر ضائع ہونے سے
بچ جاتے ہیں۔ اس لئے ان کی حفاظت کے لئے
مومن کو دوسرے مرتبے کی تلاش ضروری ہے
جس طرح رحم کے علاقہ کے پیدا ہونے سے
نطفہ علقہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اسی

Marfat.com

طرح لغویات سے انسان کے دل کا متنفّر ہونا اس بات کی دلیل ہے ۔کہ اس کا تعلّق خدائے رحیم سے ہو گیا ہے ۔ کیونکہ ایک طرف سے انسان اس وقت منہ پھیرتا ہے۔ جب دوسری طرف اس کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

۵۔ جب انسان کے دل پر خشوع کی وجہ سے ہیبت اور عظمتِ الٰہی غالب آ کر ہمیشہ کے لئے لغویات سے اسے کنارہ کش کر دیتی ہے ۔ تو اس وقت انسان کی جو حالت ہوتی ہے ۔ وہی دوسرے الفاظ میں تعلق باللہ کے نام سے پکاری جاتی ہے ۔ اور یہ تعلق بھی خدا سے پورا تعلّق نہیں ۔ بلکہ لغویات سے تعلق توڑنا خدا سے خفیف سا تعلق جوڑنا ہے ۔ کیونکہ ایسی حالت میں بھی بوجہ دیگر نفسانی خواہشات ہنوز ایک حصّہ پلیدی کا اس میں موجود ہوتا ہے ۔ اس لئے اسے علقہ سے تشبیہ دی جاتی ہے ۔ کیونکہ علقہ جو

Marfat.com

محض ایک منجمد خون ہے۔ بوجہ خون ہونے کے ایک حصہ پلیدی کا اس میں بھی موجود ہوتا ہے۔

۶۔ اس مرتبے پر خدا کا پورا ڈر انسان کے دل میں نہیں سماتا۔ اس لئے خدا سے خفیف سا تعلق پیدا کر کے لغویات سے تو کنارہ کش ہو جاتا ہے لیکن ان کاموں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ جن کا چھوڑنا نفس پر بھاری ہے۔ پس لغویات سے منہ موڑنا ایسا امر نہیں۔ جو قابلِ تعریف ہو۔ بلکہ مومن کی ایک ادنےٰ حالت ہے۔ ہاں خشوع کی حالت سے ایک درجہ ترقی پر ہے کیونکہ بوجہ لغویات کے تعلق کے اُس کے ضائع ہونے کا احتمال ہے۔ مگر ترکِ لغویات کی وجہ سے اس کے برباد ہونے کا امکان نہیں۔

Marfat.com

سوالات

۱۔ علقہ سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو۔ اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے ؟

۲۔ انسان کا خشوع لغو طور پر ضائع ہونے سے کب اور کیونکر محفوظ ہوتا ہے ؟

۳۔ کون کون سی لغو چیزوں کا انسان کے لئے چھوڑنا ضروری ہے ؟

۴۔ انسان کے دوسرے جسمانی و روحانی مراتب میں کیا مشابہت پائی جاتی ہے ؟

۵۔ ترکِ لغویات کی وجہ سے انسان کا خدا سے کیسا تعلق پیدا ہوتا ہے ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۲۵

انسان کی تیسری منزل

نجاستِ خفیفہ ۔ ہلکی پلیدی ۔ مضغہ ۔ گوشت کا لوتھڑا ۔
ترکِ شر ۔ بدی کا ترک کرنا ۔ کسبِ خیر ۔ نیکی کمانا ۔
زکوٰۃ ۔ اپنے مال کا چالیسواں حصہ خدا کے راہ پر خرچ کرنا ۔ فضیلت ۔ بزرگی ۔ بڑائی ۔
صلابت ۔ تلخی ۔ رِقّت ۔ نرمی ۔
مناسبت ۔ تعلق ۔ مشابہت ۔ ملوّث ۔ لتھڑا ہوا ۔ ناپاک ۔

۱۔ جب انسان کے علقے کا وجود اور بھی غلیظ ہو جاتا ہے ۔ تو ایک گوشت کی بوٹی کی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔ جو مضغہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ یہ وہ مرتبہ ہے ۔ جبکہ انسان کے جسمانی وجود میں پہلے سے زیادہ شدت اور صلابت پیدا ہو جاتی ہے ۔ اور نطفے و علقے میں بوجہ نرمی اور رقّت جو نجاستِ خفیفہ موجود ہوتی

Marfat.com

ہے۔ بوجہ سختی اور صلابت اس سے دُور ہو جاتی ہے اور انسان کا جسمانی وجود ناپاکی سے باہر آ جاتا ہے۔ یہ جسمانی وجود کا تیسرا مرتبہ ہے +

۲۔ اسی طرح جب انسان پہلی دونو روحانی حالتوں سے ترقی کر کے بے ہودہ اور لغو باتوں سے ہی کنارہ کش نہیں ہوتا۔ بلکہ بُخل کی پلیدی کو دُور کرنے کے لئے جو طبعًا ہر ایک انسان کے اندر ہوتی ہے۔ زکوٰۃ بھی دیتا ہے اور اپنے پیارے مال کو اپنی مرضی سے خدا کی راہ میں خرچ کر کے اپنے نفس کو بُخل کی پلیدی سے صاف کر لیتا ہے۔ تو کسی حد تک پاک بن کر خدا تعالےٰ سے جو اپنی ذات میں پاک ہے۔ ایک مناسبت پیدا کر لیتا ہے۔ اور یہ روحانی وجود کا تیسرا مرتبہ ہے ٭

۴۔ جس طرح جسمانی وجود کا تیسرا مرتبہ یعنی مُضغہ پہلے

Marfat.com

دونو درجوں سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔
اور جن نجاستوں سے نطفہ و علقہ ملوّث تھے
ان سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور رِحم سے
اس کا تعلّق بہ نسبت علقہ کے زیادہ مضبوط
ہو جاتا ہے۔ اسی طرح روحانی وجود کا تیسرا
مرتبہ یعنی بذلِ مال بھی پہلی دونو حالتوں
سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ کیونکہ جب
انسان اپنی محنت سے کمایا ہؤا مال خدا کی
راہ میں خرچ کر کے اپنے نفس کو بُخل کی
پلیدی سے صاف کر لیتا ہے۔ جو ترکِ
لغویات سے زیادہ مشکل ہے۔ تو خدائے رحیم
سے اس کا تعلق اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے

۴۔ ایسے لوگ بھی دُنیا میں موجود ہیں۔ کہ باوجود
خشوع اور ترکِ لغویات کے پھر بھی ان کے
اندر بُخل کی پلیدی موجود ہوتی ہے۔ لیکن
جب انسان عرق ریزی اور تکلیف سے کمایا
ہؤا عزیز مال خدا کی راہ پر خرچ کر کے بخل

Marfat.com

کی پلیدی کو اپنے اندر سے نکال دیتا ہے تو نفس پر اس مشقت کی وجہ سے اس کے ایمان میں بھی ایک گونہ شدّت اور صلابت آ جاتی ہے۔ جو پہلی دونو حالتوں میں نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کے اندر یہ پلیدی ایک طرح مخفی ہوتی ہے ۔

۵۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ لغویات سے منہ پھیرنے میں صرف ترکِ شر ہے۔ اور شرّ بھی ایسی جس کی زندگی اور بقا کے لئے خاص ضرورت نہیں۔ لہذا اس کا ترک کرنا نفس کے لئے چنداں مشکل نہیں۔ لیکن اپنا محنت سے کمایا ہوا مال محض خدا کی خوشنودی کے لئے خرچ کرنا کسبِ خیر ہے۔ جس سے بُخل کی ناپاکی جو نفس کی تمام ناپاکیوں سے زیادہ بدتر ہے۔ دُور ہو جاتی ہے۔ لہذا انسانی ایمان کا یہ درجہ پہلے دونو درجوں سے زیادہ اشرف اور افضل ہے ۔

Marfat.com

سوالات

۱۔ انسان کے جسمانی وجود کا تیسرا مرتبہ کونسا ہے ؟

۲۔ انسان کے روحانی وجود کا تیسرا مرتبہ کونسا ہے ؟

۳۔ انسان کے تیسرے جسمانی و روحانی مرتبے میں کیا مشابہت ہے ؟

۴۔ انسان کا تیسرا روحانی مرتبہ دوسرے روحانی مرتبے سے کیوں افضل ہے ؟

۵۔ ترکِ شر و کسبِ خیر سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۲۶

انسان کی چوتھی منزل

جذبات ۔ دل کے خیالات ✣ شہوات ۔ خواہشات ✣

مرغوب ۔ رغبت کیا گیا ۔ پسندیدہ ✣ نمود ۔ دکھلاوا ۔ ✣

سیلاب ۔ پانی کی کثرت ✣ کدورت ۔ میل ۔ کینہ ۔ دشمنی ✣

ممنوعہ ۔ منع کیا گیا ۔ باز کیا گیا ✣ نثار ۔ قربان ✣

توفیقِ ایزدی ۔ خدا تعالیٰ کی توفیق ✣ ریا ۔ دکھلاوا ✣

۱ ۔ جب انسان کا وجود تیسرے درجے سے ترقی کرتا ہے ۔ تو اس کے مُضغے یعنی بوٹی میں پہلے سے زیادہ سختی اور صلابت پیدا ہو جاتی ہے ۔ اور اس میں ہڈیاں بننی شروع ہو جاتی ہیں ۔ جو بہ نسبت گوشت کے زیادہ دیر پا ہوتی ہیں ۔ اور اس وقت جسمانی وجود کا تعلق رِحم سے اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے ۔ یہ جسمانی

Marfat.com

وجود کا چوتھا درجہ ہے ٭

۲۔ اسی طرح جب انسان تیسرے روحانی درجے سے ترقی کرتا ہے۔ تو نفسانی جذبات اور شہوات ممنوعہ سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔ جس طرح جسمانی وجود کے درجہ چہارم میں زیادہ شدت اور صلابت ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی وجود کے درجہ چہارم میں بھی ایمانی شدت اور صلابت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور خدائے رحیم سے اس کا تعلّق زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے ٭

۳۔ کیونکہ تیسرے درجے کا مومن تو نفس کی ایک پیاری چیز یعنی مالِ عزیز کو خدا کی راہ میں دیتا ہے۔ لیکن چوتھے درجے کا مومن شہواتِ نفسانیہ کو جو مال سے بھی زیادہ مرغوب ہوتی ہیں۔ خدا کی راہ میں نثار کرتا ہے انسان کے دل میں شہوات کی قدر مال سے زیادہ ہوتی ہے۔ شہوات کے پُورا کرنے کے لئے انسان پانی کی طرح مال کو بہا

Marfat.com

دبتا ہے ۔ جو لوگ بُخل کی وجہ سے ایک پیسہ تک کسی محتاج کو دینے سے دریغ کرتے ہیں ۔ وہ اپنی شہوات کے جوش میں ہزاروں روپے بازاری عورتوں پر خرچ کر دیتے ہیں ۔ پس شہوات کا سیلاب ایسا تیز ہے جو بُخل جیسی نجاست کو بھی اپنے ساتھ بہا کر لے جاتا ہے ۔

۴۔ لہذا ایمان کی وہ قوت جس کے ذریعے انسان شہواتِ نفسانیہ کے طوفان سے نجات حاصل کرتا ہے ۔ ایمان کی اس قوت سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے ۔ جو انسان کو بُخل کی پلیدی سے نجات دیتی ہے ۔ کیونکہ شہواتِ نفسانیہ کے دُور کرنے کے لئے شیطان سے زیادہ سخت مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔ علاوہ اس کے بُخل تو شہواتِ نفسانی کے جوش ۔ ریاء اور نمود کے وقت بھی دُور ہو سکتا ہے ۔ لیکن یہ طوفان جو نفسانی شہوات کے غلبے سے پیدا

Marfat.com

ہوتا ہے۔ نہایت سخت اور دیر پا ہے۔ جو بجز توفیقِ ایزدی کے دُور نہیں ہو سکتا ؁

۵۔ جس طرح جسمانی وجود کے تمام اعضاء میں سے ہڈی زیادہ سخت ہے۔ اور اس کی عمر بھی زیادہ لمبی ہے۔ اس طرح نفسانی کدورتوں میں سے شہواتِ نفسانیہ کا طوفان بھی شدید تر اور دیر پا علاج کا محتاج ہے۔ لہذا جو ایمانی قوّت اس کو دُور کر سکتی ہے۔ اس کا بھی نہایت سخت اور مضبوط ہونا ضروری ہے۔ جو ایسے سخت دشمن کا دیر پا مقابلہ کر کے اسے پامال کر سکے۔ اس لئے روحانی وجود کے اس مرتبے کا بہ نسبت تیسرے مرتبے کے حاصل کرنا زیادہ مشکل ہے۔ اور جب یہ حاصل ہو جائے تو انسان کا تعلّق خدائے رحیم سے زیادہ مضبوط اور دیر پا ہو جاتا ہے ؁

Marfat.com

سوالات

۱۔ انسان کے جسمانی وجود کا چوتھا درجہ کونسا ہے ؟

۲۔ انسان کے روحانی وجود کا چوتھا مرتبہ کیا ہے ۔

۳۔ انسان کے چوتھے جسمانی و روحانی مرتبے میں کیا مشابہت ہے ؟

۴۔ انسان کا چوتھا روحانی مرتبہ تیسرے روحانی مرتبے سے کیوں بڑھ کر ہے ؟

۵۔ روحانی وجود کا یہ چوتھا مرتبہ انسان کیوں کر حاصل کر سکتا ہے ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۲۷

انسان کی پانچویں منزل

تقویٰ ۔ پرہیزگاری ۔ خدا سے ڈرنا ٭ امانت ۔ کسی کی چیز حفاظت میں رکھنا ٭

حقوق العباد ۔ بندوں کے حقوق ٭ خیانت ۔ کسی کی امانت میں چوری کرنا ٭

حد شرعی ۔ شرعی سزا ٭ نجاست ۔ پلیدی ۔ گندگی ٭

حتی الوسع ۔ جہاں تک ہو سکے ٭ رحمانیت ۔ خدا کی صفتِ رحمٰن کا ظہور ٭

جائزہ ۔ صلہ ۔ نیک بدلہ ۔ پڑتال کرنا ٭ فیضان ۔ فیض ۔ فائدہ ٭

۱۔ جب انسان کے جسمانی وجود کا چوتھا درجہ مکمل ہو جاتا ہے ۔ اور ہڈی کا ڈھانچہ تیار ہو چکتا ہے تو خدا تعالےٰ اپنی صفتِ رحمانیت سے ان پر گوشت اور پوست کا لباس چڑھا دیتا ہے ۔ اور انسان کے جسمانی وجود کی شکل کو مکمل کر کے اسے خوبصورت بنا دیتا ہے ۔ یہ انسان کے جسمانی کمال کا پانچواں درجہ ہے ٭

Marfat.com

۲۔ اسی طرح جب انسان کا نفس بخل کی نجاست اور شہوات سے پاک ہو جاتا ہے۔ تو انسان خدا اور خلق کی تمام امانتوں اور تمام عہدوں کے ہر ایک پہلو کا لحاظ رکھ کر تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے کی کوشش کرتا ہے۔ در پردہ خیانت کرنے سے ڈرتا ہے اپنے تمام اندرونی نقائص کا جائزہ لیتا ہے خلق اور خدا دونو کے ساتھ اپنے تعلقات کو درست کرتا ہے۔ اپنے تمام قویٰ کو تقویٰ کی پابندی سے موقع و محل کے مطابق احتیاط سے استعمال کرتا ہے۔ یہ روحانی کمال کا پانچواں درجہ ہے ۔

۳۔ روحانی کمال کا یہ درجہ چوتھے درجے سے اس لئے بڑھ کر ہے۔ کہ زنا اور بدکاری وغیرہ سے پرہیز کرنا جس کا تعلق درجہ چہارم سے ہے کوئی بڑی بات نہیں۔ بلکہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ زنا سے بے حیائی ہے۔ نسلِ انسانی

Marfat.com

کے حلال سلسلے میں حرام کا ملانا ہے۔ شریعت
میں بڑا بھاری گناہ اور اس کے لئے حدِ شرعی
مقرر ہے۔ یہ ایک موٹا گناہ ہے۔ جس کا
ترک کرنا بڑی بات نہیں۔ مگر روحانی وجود
کے اس مرتبے میں تقویٰ کی نہایت باریک
راہوں پر قدم مارنا پڑتا ہے۔ اور ہر ایک
قدم تقویٰ کی رعائت سے اُٹھانا پڑتا ہے
اور تقویٰ کی انہی باریک راہوں پر ثابت
قدم رہنا انسان کی روحانی خوبصُورتی ہے۔

۴۔ پس خدا کی امانتوں اور عہدوں کی حتیّٰ الوسع
رعائت کرنا۔ تمام ظاہری و باطنی اعضاء کو
حتیّٰ الوسع موقع و محل کے مطابق جائز طور
پر استعمال کرنا۔ ناجائز امور سے روکنا۔ شیطان
کے پوشیدہ حملوں سے متنبّہ رہنا اور اس
طرح حقوق العباد کا پوری طرح خیال رکھنا
یہ وہ طریق ہے۔ جس سے انسان کی روحانی
خوبصُورتی وابستہ ہے۔ اور اسی کا نام تقویٰ

Marfat.com

ہے ۔ جو روحانی وجود کے لئے بمنزلہ لباس کے ہے ؂

۵۔ انسان کے جسمانی اور روحانی وجود کے اس پانچویں درجے میں بھی خاص مشابہت ہے۔ جس طرح اس کے جسمانی وجود کی خوبصورتی کا انحصار گوشت اور پوست پر ہے ۔ اس طرح روحانی وجود کی خوبصورتی اور زینت کا انحصار "تقویٰ" پر ہے ۔ اور یہ دونو چیزیں انسان کے جسمانی و روحانی وجود کے لئے بمنزلہ لباس کے ہیں ؂

۶۔ مگر درجہ پنجم کے اس جسمانی اور روحانی وجود میں حقیقی خوبصورتی اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی۔ جب تک کہ روح کا فیضان ان پر نہ ہو ۔ جو چھٹے درجہ میں ہوتا ہے۔ اس سے پہلے انسان کے تمام اعمال اور تقویٰ میں تکلّف اور بناوٹ کی ملونی ہوتی ہے ۔لیکن نیکی کی روح ابھی اس میں

Marfat.com

آباد نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ حسنِ معاملہ ابھی اس میں پیدا نہیں ہوتا۔ جو روح کے داخل ہونے کے بعد اپنا جلوہ دکھاتا ہے۔ پس یہ درجہ انسان کے کمال کا ایک ادنےٰ درجہ ہے۔ اور اس کے حسن کا کمال درجہ ششم ہی میں ظاہر ہوتا ہے۔

سوالات

انسان کے جسمانی وجود کا پانچواں درجہ کونسا ہے ؟

انسان کے روحانی وجود کا پانچواں درجہ کیا ہے ؟

انسان کے پانچویں جسمانی و روحانی درجہ میں کیا مشابہت ہے ؟

انسان کا یہ پانچواں روحانی درجہ کیوں کر حاصل ہو سکتا ہے ؟

انسان کے جسمانی و روحانی وجود میں حقیقی خوبصورتی کیوں کر پیدا ہوتی ہے ؟

Marfat.com

سبق نمبر ۲۸

انسان کی چھٹی منزل

حقوق العباد۔ بندوں کے حقوق + حقوق اللہ۔ اللہ کے حقوق +

ظل اللہ۔ اللہ کا سایہ + خلیفۃ اللہ۔ اللہ کا نائب +

حسن البشرہ۔ جسمانی خوبصورتی + حسن معاملہ۔ باطنی خوبصورتی +

رحمانیت۔ خدا کی صفتِ رحمٰن کا ظہور تجلّی۔ جلوہ۔ روشنی +

افروختہ۔ جلا ہوا + آلائش۔ غلاظت۔ ناپاکی +

۱۔ جسمانی وجود کے پانچویں درجہ پر جب انسان کا جسمانی قالب مکمل ہو چکتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اپنی رحمانیت کا ایک نیا کرشمہ دکھاتا ہے اور اس میں اپنی قدرتِ کاملہ سے روح پھونک کر خوبصورت مُردہ کو خوبصورت زندہ بنا دیتا ہے۔ جس سے اس کا جسمانی حسن مکمّل ہو جاتا ہے۔ اور اس کی آب و تاب سے ایک ایسی

Marfat.com

کشش پیدا ہوتی ہے۔ کہ کوئی فردِ بشر اس سے متأثّر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

۲۔ اسی طرح جب انسان کا روحانی قالب تیار ہو چکتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ بھی اس سے محبّت کرنے لگتا ہے۔ اور اس کی محبتِ ذاتیہ کا ایک افروختہ شعلہ روح بن کر بجلی کی طرح اس کے دل پر نازل ہوتا ہے۔ اور اس کی تمام آلائشوں کو پانی کی طرح دھو کر صاف کر دیتا ہے۔ اس کا روحانی وجود اس سے زندہ اور روشن ہو جاتا ہے۔ محبتِ ذاتیہ کی تجلّی سے اسے یادِ الٰہی میں دِلکش لذّت حاصل ہوتی ہے۔ عشقِ الٰہی کی کامل مستی اس میں نمودار ہو جاتی ہے۔ جس سے اس کے روحانی وجود کو حیاتِ ثانی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ محبّت اور عشقِ الٰہی کے مرتبے کا آخری درجہ ہے۔

۳۔ جس طرح مچھلی بغیر پانی کے نہیں رہ سکتی

Marfat.com

اسی طرح مومن اس درجے میں یادِ الٰہی اور نماز کے بغیر نہیں جی نہیں سکتا اور اپنی نمازوں کا محافظ آپ بن جاتا ہے۔ جس طرح روٹی اور پانی سے جسم میں تازگی اور قوائے جسمانی میں توانائی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی وجود کے اس مرتبہ پر خدا کی محبت اسے روٹی اور پانی کا کام دیتی ہے۔ اور یادِ الٰہی مومن کی روحانی قوتوں کو ترقی دیتی ہے۔ اور اسے یقین ہو جاتا ہے۔ کہ جس طرح جسمانی زندگی کے لئے روٹی اور پانی کی ضرورت ہے۔ اسی طرح روحانی زندگی کے لئے یادِ الٰہی اور نماز کی ضرورت ہے۔ وہ ایک دم بھی یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتا۔ اور اس سے غفلت کرنا اپنی ہلاکت سمجھتا ہے جس وقت انسان کی ایسی حالت ہو جاتی ہے۔ تو تقوٰی کی باریک راہیں۔ جو تکلّف اور بناوٹ سے عبور کرتا تھا۔ اب طبعًا اس سے سرزد

Marfat.com

ہونے لگتی ہیں ۔ خدا تعالےٰ اس کے دل کو اپنا تخت گاہ بنا لیتا ہے ۔ اس کے رگ و ریشے میں سرائت کر کے اسے روحانی قوتوں سے مالا مال کر دیتا ہے ۔ اور اس وقت انسان اپنی پیدائش کے حقیقی مقصد یعنی عبد بننے میں کامیاب ہو جاتا ہے ۔

۴۔ انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حسن ہیں، ایک حسن انسان کا حسن بشرہ ہے ۔ یہ حسن درجہ پنجم میں پیدا ہو کر بوجہ ادخال روح درجہ ششم میں پوری طرح نمایاں ہو جاتا ہے دوسرا حسن انسان کا حُسن معاملہ ہے ۔ جس کا مطلب حقوق اللہ اور حقوق العباد میں تقویٰ سے کام لینا ہے ۔ یہ حُسن بھی درجہ پنجم میں پیدا ہو کر درجہ ششم میں اپنی پوری آب و تاب سے چمک اُٹھتا ہے ۔ پس انسان کا یہ روحانی حُسن جو محبتِ ذاتیہ کی تجلّی کے بعد انسان کے دِل میں پیدا ہوتا

Marfat.com

ہے۔ حُسنِ معاملہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس میں ایک عالمگیر کشش پائی جاتی ہے۔ انسان کے جسمانی و روحانی حُسن کی تکمیل سے انسان کے چہرہ پر ایک نُور پیدا ہو جاتا ہے۔ جو اسے جسمانی و روحانی طور پر جملہ مخلوقات سے ممتاز کر دیتا ہے

۵۔ انسان کا روحانی حُسن جو حُسنِ معاملہ کے نام سے موسوم ہے۔ جب اپنے پورے جلوے سے طلوع ہوتا ہے۔ تو اس میں حُسنِ بشرہ سے کہیں زیادہ کشش پیدا ہو جاتی ہے ایسا شخص بوجہ محبتِ ذاتیہ کے محبّانِ الٰہی میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک چیز جو خدا کے حکم میں ہے۔ اس کی مدد کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ خدا خود اس کا خریدار بن جاتا ہے۔ عالم کا ہر ایک ذرہ طبعًا اس کا عاشق ہو جاتا ہے۔ اور مقناطیس کی طرح اس کی طرف کھِچا چلا

Marfat.com

ہوتا ہے۔ اس کی دعائیں عرشِ اعلےٰ تک اپنا اثر کرتی ہیں۔ اور ایسا شخص خلیفۃ اللہ بلکہ ظل اللہ کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اسے خدا تو نہیں کہہ سکتے۔ مگر خدا سے جُدا بھی نہیں کر سکتے۔ جس طرح سُرخ لوہے کو اگر آگ نہیں کہہ سکتے۔ تو آگ کے خواص سے محروم بھی نہیں کر سکتے۔ یہ انسان کے روحانی کمال کا آخری درجہ ہے۔

سوالات

۱۔ انسان کے جسمانی وجود کا چھٹا درجہ کیا ہے؟

۲۔ انسان کے روحانی وجود کا چھٹا درجہ کیا ہے؟

۳۔ انسان کے جسمانی و روحانی وجود کے چھٹے درجے میں کیا مشابہت پائی جاتی ہے؟

۴۔ انسان کا حُسنِ بشرہ و حُسنِ معاملہ کیوں کر پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے؟

۵۔ انسان اپنے روحانی سفر میں کامیاب ہو کر کیوں کر خلیفۃ اللہ اور ظل اللہ کہلانے کا مستحق ہوتا ہے؟

Marfat.com

سبق نمبر ۲۹

انسان کی منزلِ مقصود

مراتبِ سلوک ۔ خدا کی معرفت کے سفر کی منزلیں ۔ کسبی ترقیات ۔ جو ترقی اپنی کوشش سے حاصل کی جائے

بذلِ نفس ۔ نفس کا خرچ کرنا نفس کشی ۔ ظلّی طور پر ۔ بطور عکس کے

جلالی ۔ خدا کی عظمت سے ظاہر ہونے والی صفات ۔ جمالی ۔ خدا کے حسن اور جمال سے ظاہر ہونے والی صفات

توکّل ۔ بھروسہ ۔ مستغنی ۔ لاپرواہ ۔ بے نیاز

جبروت ۔ بزرگی ۔ خدا کی بزرگی اور جلالی ۔ رازقیّت ۔ خدا کی رزق دینے والی صفت

۱۔ انسان کو اپنے روحانی وجود کی تکمیل کے لئے مراتب ستّہ کا طے کرنا ضروری ہے ۔ جب تک اس کا تعلق خدا سے کامل نہیں ہوتا ۔ اس وقت تک اس کا نفس پانچ ناقص حالتوں سے پیار کرتا رہتا ہے ۔ اور ہر ایک پیار دُور کرنے کے لئے ایک ایسے سبب کی ضرورت ہے ۔ جو

Marfat.com

پہلے پیار پر غالب آ جائے۔ اور نیا پیار پہلے پیار کا علاقہ توڑ دے ۔

۲۔ جب انسان غفلت میں ہوتا ہے۔ تو خداؑ سے اسے دُوری ہوتی ہے۔ غفلت کے پردے تکبّر۔ لاپرواہی اور سنگ دلی کی طرف اس کو کھینچتے ہیں۔ تواضع ۔ فروتنی ۔ انکساری اور خشوع کا نام تک نہیں ہوتا ۔ اور اس حالت کو جو کفر کے ہم رنگ ہوتی ہے۔ انسان اپنے لئے بہتر سمجھتا ہے۔ اور جب خداؑ اپنی عنائت سے اس کی اصلاح کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو اس وقت وہ کسی غیر معمولی واقعہ کو ظہور میں لاتا ہے۔ اور ہیئتِ الٰہی کا تازیانہ جب کسی خوفناک لباس میں نازل ہوتا ہے۔ تو اسے خوابِ غفلت سے جگا کر خشوع کی حالت پیدا کر دیتا ہے۔ پس اس وقت انسان چوکنا ہو کر اپنی گردن کو جھکاتا اور خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔

Marfat.com

اور اس کے قوی اثر سے پہلی حالت کو
چھوڑنا پڑتا ہے ۔

۳۔ جب اس طرح خشوع کی حالت پیدا ہو کر انسان کو خدا کی طرف کچھ رجوع ہو جاتا ہے تو لغو خیالات اور لغو تعلّقات اس کے مقصد میں سدِّ راہ ہوتے ہیں ۔ اور اس وقت وہ دو رنگی کی حالت میں ہوتا ہے ۔ ایک طرف تو نماز میں خشوع کی حالت طاری ہوتی ہے ۔ اور دوسری طرف لغویات اس کے گلے کا ہار ہوتے ہیں ۔ مگر اس وقت قدرتِ کاملہ جب اس کی حالتِ خشوع پر اپنی کشش کا اثر ڈالتی ہے تو اپنی ہیبت اور جبروت کی ایک اور تجلی اس پر نازل کرتی ہے ۔ جس سے اس کی ایمانی قوّت پہلے سے زیادہ تیز ہو کر اس کے لغویات کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے ۔ اور خدا کی محبّت اس کے لغو تعلّقات پر غالب آکر ان کی جگہ خود لے لیتی ہے ۔

Marfat.com

۴۔ ترکِ لغویات کے بعد پھر مال کی محبّت انسان کے دل میں باقی رہ جاتی ہے۔ اسے محنت سے کمایا ہوُا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ جب قدرتِ کاملہ اس گرداب سے اسے نکالنا چاہتی ہے۔ تو اس کی آنکھ کا دروازہ رازقِ حقیقی کی طرف کھول دیتی ہے۔ اور رازقیّتِ الٰہیہ کا اسے علم عطا کر کے اس کے دل میں توکّل کا وصف پیدا کر دیتی ہے۔ اور ہیبت و رازقیّت کی جلالی و جمالی تجلّیاں اس کے دل پر قابو پا کر مال کی محبّت اس کے دل سے نکال دیتی ہیں۔ اور اس کے عوض مال دینے والے کی محبّت کا بیج بو دیتی ہیں۔ جس سے اس کا ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور خدا کی محبت کو مال کی محبّت پر غالب کر دیتا ہے۔ اور اس کی مایوسیوں کو امیدوں سے بدل دیتا ہے*

۵۔ مال کے بعد شہواتِ نفسانیہ انسان کو زیادہ

Marfat.com

عزیز ہوتی ہیں - اور ان کا چھوڑنا بہ نسبت
مال کے زیادہ دشوار سمجھتا ہے - وجہ یہ کہ
جس طرح لغویات کی بیماری سے بُخل کی
بیماری بڑھ کر ہے - اسی طرح بُخل کی بیماری
سے شہواتِ نفسانیہ کے پنجے میں گرفتار ہونا
زیادہ خطرناک ہے - جب خدا تعالےٰ اس بلا
سے نجات دینا چاہتا ہے - تو شہواتِ نفسانیہ
کے نتائجِ مہلکہ پر انسان کا ایمان مضبوط
کر کے اپنی ہیئت عظمت اور جبروت کی
ایک نئی تجلّی اس پر کرتا ہے - جس سے
شہواتِ نفسانیہ جل کر لاکھ ہو جاتی ہیں -
جس طرح دُودھ چھوڑنے کے بعد بچّہ ایک
رات تلخی میں گذارتا ہے - پھر اسے خود بخود
دُودھ سے نفرت ہو جاتی ہے - اس طرح
جس مومن کو نفسانی دُودھ چھوڑا کر اس کے
عوض روحانی غذا دی جاتی ہے - اسے
شہواتِ نفسانیہ سے کچھ عرصہ کے بعد خود بخود

Marfat.com

نفرت ہو جاتی ہے ؛

۶۔ پھر پانچویں چیز بذلِ نفس ہے ۔ کیونکہ جب تک نفس کا وجود باقی ہے ۔ گناہوں کے جذبات بھی باقی ہیں ۔ یہ مومن کے لئے آخری امتحان اور آخری جنگ ہے ۔ جس پر اس کے تمام مراتبِ سلوک ختم ہو کر اس کی کسبی ترقیات کا سلسلہ انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور محض فضل کا کام باقی رہ جاتا ہے ۔ جو خدا تعالےٰ سے متعلق ہے ۔ یہ حالت چوتھی حالت سے زیادہ مشکل ہے ۔ کیونکہ اس میں تو صرف شہواتِ نفسانیہ کو ترک کرنا ہے مگر اس میں خود نفس کو خدا کی راہ میں وقف کر کے اس سے خدمت لینا ہے ۔ اور اس کی نفیِ وجود کر کے تقویٰ کی باریک راہوں پر ثابت قدم ہونا ہے ۔ اور خدا و خلق کی تمام امانتوں اور عہدوں کو کما حقہٗ کو پورا کرنا ہے ۔ جس کا مطلب یہ ہے ۔ کہ

Marfat.com

انسان اپنے وجود کو امانتِ الٰہی سمجھ کر اس کی راہ میں خرچ کرے ۔ اپنے تمام قویٰ کو اس کے منشاء کے مطابق استعمال کرے ۔ اپنے وجود میں اپنی حکومت کی بجائے خدا کی حکومت کو مسلّط کرے ۔ اور یہ سب کچھ اگرچہ روح کے اثر سے ہوتا ہے ۔ لیکن ہنوز روح مومن سے صرف ایک تعلق رکھتی ہے مگر ابھی اس کے دل میں آباد نہیں ہوتی ۔ البتہ اس کی آبادی کے لئے قالب تیار ہو گیا ہے ۔ جس طرح بُخل بغیر توکّل خدا کی رازقیت پر ایمان لانے اور شہواتِ نفسانیہ بغیر عظمتِ الٰہی اور لذّاتِ روحانیہ کے چھوٹ نہیں سکتیں ۔ اس طرح یہ مرتبہ عظمیٰ بھی اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا ۔ جب تک کہ عشقِ الٰہی کی تیز آندھی چل کر اس کی راہ میں دیوانہ نہ بنادے ۔

۷۔ پھر بعد اس کے وجودِ روحانی کا مرتبہ ششم

Marfat.com

ہے۔جس میں مومن کی محبت ذاتیہ اپنے کمال کو پہنچ کر اللہ جلّ شانہ' کی محبت کو اپنی طرف کھینچنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔اور خدا کی محبتِ ذاتیہ روح کی طرح مومن کے قلبِ اطہر پر نازل ہو کر اسے نئی قوت بخشتی ہے۔جس طرح قالب بے جان میں روح نازل ہو کر اسے زندہ کر دیتی ہے۔ اسی طرح اس کی ایمانی قوت خدا کی محبتِ ذاتیہ کے اثر سے روشن ہو کر اسے تازہ زندگی عنائت فرماتی ہے۔جس طرح آئینہ کا تصور سامنے آنے والے وجود کے تمام نقوش لے کر اس کا خلیفہ بن جاتا ہے۔ اس طرح اس مقام پر ایک مومن بھی ظلّی طور پر صفاتِ الٰہیہ اپنے اندر جذب کر کے خلافت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور ظلّی طور پر الٰہی صُورت کا مظہر بن جاتا ہے۔ اور اس میں ایک ایسی کشش پیدا ہو جاتی ہے۔کہ تمام جہان اس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے۔ اور

Marfat.com

اس وقت مومن ایمانی ترقیات کے تمام مراتب طے کر کے آسمان پر خلیفۃ اللہ کا لقب حاصل کرتا ہے۔ مگر یاد رکھو۔ کہ یہ تمام برکتیں اخلاص میں اور تمام اخلاص خدا کی رضاء میں اور خدا کی رضا جوئی اپنی رضا چھوڑنے میں مضمر ہے۔ اور یہی مَوت ہے۔ جس کے بعد زندگی ہے۔ مبارک ہے۔ وہ جو اس زندگی سے حصّہ لے۔

سوالات

۱۔ انسان اپنے روحانی کمال میں ایک درجے سے دوسرے درجے میں کیونکر ترقی کرتا ہے؟

۲۔ انسان میں خشوع کی حالت کیوں کر پیدا ہوتی ہے؟

۳۔ انسان ترکِ لغویات۔ بذلِ مال اور ترکِ شہوات پر کیوں کر قادر ہو سکتا ہے؟

۴۔ تقویٰ کی باریک راہوں پر ثابت قدم رہنے کی استعداد انسان میں کیوں کر پیدا ہوتی ہے؟

۵۔ کس وقت انسان خلیفۃ اللہ کہلانے کا مستحق سمجھا جاتا ہے؟

Marfat.com

سبق نمبر ۳

انسان کا انجام

عالمِ برزخ۔ موت اور قیامت کے درمیان کا جہان۔ عالمِ ارواح ✦
عالمِ حشر۔ قیامت کا عالم ✦
تمثیلات ۔ مثال دینا۔ کسی چیز کی مانند ہونا ✦
عالمِ بعث۔ قیامت کا عالم ✦
اکتساب ۔ حاصل کرنا ۔ کمانا ✦
مستعار۔ بطور ادھار ۔ عارضی ✦
انعکاس ۔عکس لینا ۔ فوٹو لینا ✦
تجلّی ۔ روشنی ۔ روشن ہونا ✦
خالقیّت ۔ خدا کی صفت خالق کا ظہور ✦
قادریّت ۔ خدا کی صفت قادر کا ظہور ✦

۱۔ جسم اور روح کی جدائی کا نام موت ہے ۔ موت کے بعد انسان کو کوئی نئی حالت پیش نہیں آتی۔ بلکہ اس زندگی کی مختلف حالتیں زیادہ صفائی کے ساتھ کھُل جاتی ہیں ۔جو کچھ انسان کے عقائد و اعمال کی کیفیت صالحہ یا غیر صالحہ ہوتی ہے ۔ اس کا اثر مخفی طور پر انسان کے وجود پر ہوتا رہتا ہے ۔

Marfat.com

مگر آنے والے جہان میں وہ تمام کیفیات کھلے طور پر نمایاں ہو جائیں گی ۔

۲۔ جس کی مثال خواب کی طرح ہے ۔ انسان کے جسم میں جس قسم کے مواد غالب ہوں ۔ عالم خواب میں اس قسم کی جسمانی حالتیں نظر آتی ہیں۔ جب کوئی تیز بخار ہونے والا ہو ۔ تو خواب میں اکثر آگ کے شعلے نظر آتے ہیں ۔ اور بلغمی امراض زکام وغیرہ میں انسان اپنے آپ کو پانی میں دیکھتا ہے ۔ غرض جس قسم کے امراض کے لئے بدن نے تیاری کی ہو ۔ وہی کیفیتیں مثال کے طور پر خواب میں نظر آتی ہیں ۔ پس جس طرح خواب انسان کی روح میں ایک تبدیلی پیدا کر کے روحانیت کو جسمانی شکل میں تبدیل کر کے دکھا دیتا ہے ۔ اسی طرح عالمِ خواب میں اعمال کے نتائج جو مخفی طور پر انسان کے دل کے میں پوشیدہ ہوتے ہیں ۔ جسمانی طور پر ظاہر ہو جائیں گے ۔ جس طرح خواب کی تمام تمثیلات کو انسان حقیقت تصور کرتا ہے ۔ اس طرح وہاں بھی خدا تعالیٰ تمثیلات کے ذریعے

Marfat.com

ایک نئی قدرت دکھلائے گا۔ اور اپنی قدرت کی ایک نئی کیفیت ظاہر کرے گا ⁂

۳۔ عالمِ آخرت کے تمام نظّارے اس دنیوی زندگی کے عکس ہوں گے۔ جس قسم کا انسان کا اپنا فعل ہوتا ہے۔ اس کے مناسب حال ایک خدا کا فعل بھی صادر ہوتا ہے۔ اور وہ فعل اس نیکی یا گناہ کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ ان کا نقش انسان کے دِل اور دیگر اعضاء پر لکھا جاتا ہے۔ اور وہی پوشیدہ طور پر انسان کا اعمال نامہ ہے۔ جو دوسری زندگی میں کھلے طور پر ظاہر ہو جائے گا۔ اگر انسان غور سے کام لے۔ تو آخرت کی اس زندگی کا علم الیقین تو اس دُنیا میں ہو سکتا ہے۔ پھر عالمِ برزخ میں عین الیقین ہو گا۔ اور عالمِ حشر میں وہی علم الیقین حق الیقین کے درجے تک پہنچ جائے گا ⁂

۴۔ عالم تین ہیں۔ اوّل دُنیا جو دراصل نیکی اور بدی کے کمانے کی جگہ ہے۔ دوسرے عالمِ برزخ ہے۔ جس میں روح اور جسم کے درمیان جدائی ہو

Marfat.com

جاتی ہے۔ نیکی اور بدی کا اکتساب ختم ہو جاتا ہے۔ یہ جسم تو گل سڑ کر فناہ ہو جاتا ہے۔ البتہ روح کو کسی قدر اس کے اعمال کا مزہ چکھانے کے لیئے مستعار کے طور پر ایک نیا جسم ملتا ہے۔ اور وہ جسم در اصل اس کے اعمال ہی کے جسمانی ڈھانچے کی شکل اختیار کر لینے سے بنتا ہے۔ اور اعمال کی روشنی و ظلمت کے لحاظ سے نُورانی یا ظلمانی ہوتا ہے۔ اس عالم میں ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا مخفی طور پر دی جائے گی تیسرا عالم بعث ہے۔ جس میں ہر ایک روح خواہ نیک ہو یا بد۔ ایک کھُلم کھُلاّ جسم حاصل کرے گی۔ وہاں خدا کی قدرت پورے طور پر نمایاں ہو جائے گی۔ اور ہر ایک شخص خدا کی ہستی سے پُوری طرح واقف ہو جائے گا۔ جزا و سزا کی کارروائی اگرچہ مرنے کے بعد ہی شروع ہو جاتی ہے۔ مگر اس جہان میں خدا کی تجلّی پورے طور پر نمایاں ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ایک روز خدا نے انسان کو پیدا کیا۔ تاکہ وہ اپنی خالقیّت کے ساتھ شناخت

Marfat.com

کیا جائے۔ پھر ایک روز سب کو ہلاک کرے گا۔ تاکہ وہ اپنی قہاریّت کے ساتھ شناخت کیا جائے۔ پھر ایک روز سب کو کامل زندگی بخش کر ایک میدان میں جمع کرے گا تاکہ وہ اپنی قادریّت کے ساتھ پہچانا جائے ۔

۵۔ عالمِ برزخ و عالمِ بعث میں وہ تمام امور جو دنیا میں روحانی تھے۔ جسمانی طور پر متمثل ہوں گے جو یہاں روحانیت میں اندھا ہو گا۔ وہاں جسمانی طور پر اندھا ہو گا۔ انسان کا ایمان اسے خوشگوار باغ کی شکل میں نظر آئے گا۔ اعمالِ صالحہ پھلدار درخت اور نہروں کی شکل میں ہوں گے افعالِ رذیلہ زقوم وغیرہ کی شکل میں نظر آئیں گے دُنیا کا روحانی عذاب جسمانی طور پر نمودار ہو گا دُنیا کی گرفتاریوں کی زنجیر پاؤں میں پڑی ہوئی ہو گی۔ دُنیا کی خواہشات کی آگ بڑھکتی ہوئی نظر آئے گی۔ جس نے ستّر سال دُنیا کی گرفتاری میں گزارے۔ وہ ستّر گز کی زنجیر سے باندھا جائے گا۔ غرضیکہ ہر ایک شخص کی روحانی حالت

Marfat.com

کی تصویر وہاں کھلے طور پر واضح ہو جائے گی
اور دوزخ و بہشت جو در اصل انسان کی
روحانی حالتوں کے عکس اور انعکاس ہیں
وہاں جسمانی طور پر متمثل ہوں گے۔

سوالات

۱۔ انسان کے اعمال کا اس کی روح پر کیا اثر ہوتا ہے؟
۲۔ عالمِ آخرت کی جزا و سزا کے متعلق تم جو کچھ جانتے ہو۔ مثال دے کر سمجھاؤ؟
۳۔ دُنیا۔ عالمِ برزخ اور عالمِ بعث سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟
۴۔ اس دُنیا کے روحانی امور عالمِ آخرت میں کس طرح جسمانی طور پر متمثل ہوں گے؟
۵۔ دوزخ و بہشت کی تم کیا حقیقت سمجھتے ہو؟

کتبہ: بشاه علی کاتب ...... جالندھر شہر

Marfat.com

ایک ضروری التماس

جو اصحاب اِس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ انکی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ہمیں ازراہِ کرم اپنا نام اور ڈاک کا مکمل پتہ لکھ بھیجیں تاکہ ہمارے ہاں سے اُردو علم و ادب کی جو نہایت مفید کتابیں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی ہیں۔ اُن کی اطلاع اور دیگر مطبوعات کی فہرست ہم اُن کی خدمت میں روانہ کرتے رہا کریں۔ اُمید ہے کہ ہمارے عزیز بھائی اور بہنیں ہماری اس درخواست کو شرف قبول بخش کر نہ صرف اپنا پتہ بلکہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے نام و پتے بھی ہمیں بھیجکر ممنون فرمائیں۔

شیخ عنایت اللہ مینیجنگ ایجنٹ تاج کمپنی لمیٹڈ
قرآن منزل۔ ریلوے روڈ لاہور

قیمت بارہ آنے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

1638

الانسان

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

Marfat.com